# بُدھ کی کتھا



من تصنیف

پروفیسر لی۔ بی۔ اے

تھیولاجیکل سمنری سہارنپور

سنہ ۱۹۲۷ء

(شاہی پرنٹنگ پریس سہارنپور)

قیمت ۲۰/

# بدّھ کی کتھا

**جنم کتھا**

کپل وستو نگر میں شدھودن نام ایک شاکیہ بنشی راجہ تہا۔ شاکیوں کی ریاست کے پاس کولیوں کی ریاست تھی۔ دونوں ریاستوں کے بیچ میں رَوہنی نام ایک چھوٹی سی ندی بہتی تھی۔ شدھودن نے کولیوں کے راجہ کی دو بیٹیوں سے بیاہ کیا تھا۔ بڑی کا نام مایا۔ اور چھوٹی کا نام پرجاپتی یا مہاپرجاپتی تھا۔ کہتے ہیں کہ شاکیوں میں فقط ایک ہی شادی روا تھی لیکن کسی خاص بہادری کے سبب شدھودن کو دو شادیاں کرنے کی اجازت ملی تھی۔

عرصہ تک دونوں رانیوں میں سے کسی سے بھی کوئی بیٹا پیدا نہوا آخر ایک رات مایا نے چار خواب دیکھے کہ (۱) ایک چھ سونڈھ والا سفید ہاتھی اُس کے گربھ میں داخل ہو رہا ہے (۲) وہ آکاش میں ٹہل رہی ہے (۳) وہ ایک اونچے پتھریلے پہاڑ پر چڑھ گئی و (۴) ایک بڑی بھیڑ اس کے آگے سر جھکا رہی ہے۔ خوابوں کو

سُنکر راجہ نے جوتشیوں کو بلایا۔ اُنھوں نے کہا کہ مہاراج رانی جی سے ایک ایسا پُتر جنم لیگا کہ جس میں مہا تماؤں کے ۳۲ بتیس نشان ہونگے۔ اگر وہ سنسار میں رہیگا تو ایک بڑا چکرورتی راجہ (یعنی شاہنشاہ) ہوگا۔ اگر سنسار سے نکل جائیگا تو تتھاگت ارہنت یا بُدھ بنے گا۔

اُس خواب سے مایا گربھوتی ہوئی۔ کہتے ہیں کہ وہ اُسوقت کنواری کی سی زندگی بسر کر رہی تھی یعنی ۳۲ بتیس مہینے تک راجہ سے اُسکا کچھ تعلق نہ تھا۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ اُسوقت اُسپر ایک آتما کا آویش (یعنی روح کی تاثیر) تھی خیر جب اُس کا وقت پورا ہونے کو تھا تو وہ اپنا بچہ جننے کیلئے اپنے باپ کے گھر جا رہی تھی۔ راستہ میں لُمبنی نام ایک نہایت خوشنما باغ میں جا اتری۔ وہیں ایک اشوک کے پیڑ کے نیچے بغیر درد اپنا ہونے والا بیٹا جنی۔

اُس وقت شت کیتو یعنی اندر دیوتا نے ایک بڑھیا دائی کی بھیس میں آ کر چاہا کہ بچہ کو گود میں اُٹھا لے لیکن بچہ آپ ہی کھڑا ہو گیا اور ہر طرف سات قدم چلا۔ اُس نے پورب کیطرف دیکھکر کہا۔ کہ میں مہا نروان (کامل نروان) حاصل کرونگا۔ دکھن کی طرف دیکھکر کہا کہ میں جگت کا پہلا ہونگا۔ پچھم کیطرف دیکھکر کہا کہ یہی جنم میرا آخری جنم ہوگا۔ اُتر کیطرف دیکھکر کہا۔ کہ میں ہستی کا سمندر پار اتر ونگا۔

اُسوقت سورگ سے دو دھارا پانی کی اُتر آئیں ایک ٹھنڈی اور دوسری گرم اُن دو دھاروں سے بچہ کا غسل ہوا۔ اسکے بعد رانی کے لئے بھی اس باغ میں ایک چشمہ پھوٹ نکلا جس میں اُسکو بھی غسل ملا۔ اس کے بعد چار وگیپال یعنی چار سمتوں پر حکومت کرنے والے دیوتے آئے۔ اور کہار بنکر بدھ اور اُس کی ماں کو اُٹھاکر کپل وستو کے محل میں لے گئے۔

**نام**

راجہ نے اپنے بیٹے کا نام سروارتھ سدھر رکھا جس کے معنی ہر تمنا کے پورے کرنے والے کے ہیں۔ اس سروارتھ سدھ لفظ کو اختصار کرکے اُس کا نام سدھارتھ ہوا۔ بعض عالم سمجھتے ہیں کہ یہ اُسکا اصلی خاندانی نام نہیں بلکہ ایک لقب ہے جو اُسے پیچھے دیا گیا۔ اُن کے خیال میں اُسکا اصلی خاندانی نام گوتم تہا۔

**یکش کا سجدہ کرنا**

ایک قسم کے نیم دیوتا کو یکش کہتے ہیں۔ کپل وستو میں ایک یکش کا مندر تھا جس میں ہر ایک نوزاد بچہ لایا جاتا تھا کہ اُس سے یکش کی مورت کے آگے ماتھا ٹکایا جاوے۔ اس دستور کے مطابق راجہ بھی سدھارتھ کو یکش کے مندر میں لے آیا لیکن بجائے اسکے کہ سدھارتھ سے یکش کے آگے ماتھا ٹکایا جائے سدھارتھ کے مندر میں داخل ہوتے ہی یکش آپ ہی اُسکے آگے اوندھا گر پڑا اور اُسکے قدموں پر سجدہ کیا۔ شدھودن نے اس بات کو دیکھ

اپنے بیٹے کو دیوا تی دیو یعنی دیوتاؤں کا دیوتا لقب دیا۔

## اَست کی پیشین گوئی

کسی پہاڑ پر آنیوالے بدھ کے انتظار میں اَست نام ایک نہایت ضعیف رشی رہتا تھا۔ ایک دن اس نے دیکھا کہ دیوتے ناچتے۔ گاتے اور بڑی خوشی منا رہے ہیں۔ اُس نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ بودھی ستوا جگت میں جنم لے کر آگیا ہے۔ (کہتے ہیں کہ جگت میں آخری مرتبہ جنم لینے سے پیشتر بدھ بودھی ستوا کی حالت میں سورگ میں موجود تھا اور وہاں دیوتاؤں کو تعلیم دیتا تھا جب جگت میں آنے کے بعد نروان حاصل ہوا تو وہ بدھ بنا) دیوتاؤں کی بات سنتے ہی اَست اپنے بھتیجے نلد کو ساتھ لیکر راجہ کی سبھا میں آموجود ہوا۔ رانی نے چاہا کہ بچہ کو اِس رشی جی کے چرنوں پر ڈالدے کہ رشی جی اُسے آشیش دیں پر رشی جی نے رانی کو روکا اور آپ ہی بچہ کے آگے گر کر اُسے پرنام (سجدہ) کیا اور اُسے اپنی گود میں لیکر کہنے لگا کہ مہاراج! آپکا یہ کمار جگت میں ایک راج پھیلاوے گا۔ جیو کی مکتی کے کارن جنم لے کر آیا ہے۔ وہ سنسار کے راج کو تیاگ دیکر بڑی کٹھن تپسیا کرے گا اور اپنی اندریوں کو جیت کر امرت پئیگا۔ سارے جیو جو کام کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ مدھ وغیرہ اہنکار کے بندھن میں بندھے ہوئے ہیں وہ اُنکا بندھن کھولیگا اور سب کو موکش دیگا پھر رشی نے رانی مایا سے کہا۔ کہ جیون کلیش سے بھرا ہوا

ہے پر سات دن کے اندر تو بنا کلیش کلیش رہت ستھان کو پہنچ جائیگی۔ یہ کہکر اور اپنے بھتیجہ کو بدھ کا چیلہ بننے کی ہدایت دیکر بوڑھا اسِت مر گیا اور اُس کی پیشین گوئی کے مطابق مایا جی بدھ کی پیدائش کے ساتویں دن بغیر کسی تکلیف کے گذر گئی۔

**لڑکپن اور جوانی**

مایا کی موت کے بعد شدھودن کی دوسری رانی مہا پرجاپتی نے سدھارتھ کو پالا۔ جب بڑا ہوا تو اُسکی تعلیم کیلئے وشوامتر رشی مقرر ہوئے۔ لیکن وشوامتر رشی جب اُسکو پڑھانے بیٹھے تو دیکھا کہ راج پتر تو بغیر پڑھے ساری وِدّیا جانتا ہے۔ سو وشوامتر رشی نے اُسکے چرنوں پر گر کے کہا کہ مہاراج! تم تو گروؤں کے گرو ہو۔ میں تم کو کیا سکھاؤں۔ میں ہی تم سے سیکھنے کا محتاج ہوں۔ خیر ظاہرا چیلہ بنکر بدھ وشوامتر رشی سے وِدّیا ابھیاس کرنے لگا۔ چونکہ وہ راج پتر تھا۔ اُسکو یدھ وِدیا یعنی علم جنگ بھی سیکھنا پڑا اور اُس نے اس میں یہاں تک مہارت حاصل کی کہ کوئی بھی شاکیہ راجکمار اُسکے برابر نہ نکلا اور اُس نے ایسے بڑے بڑے بہادری کے کام کئے کہ لوگ حیران ہو گئے۔

اگرچہ وہ بہادری اور جنگی علم میں نہایت ہوشیار تھا تاہم کسی جاندار پر کبھی تیر نہ چلاتا تھا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ اسکے چچا کے بیٹے دیودت نے ایک ہنس کے تیر مارا۔ تیر کھاتے ہی ہنس گر پڑا۔ جھٹ سدھارتھ نے

اُس کو اُٹھا کر اپنی گود میں لے لیا اور بڑے پیار سے اُسکا تیر نکال دیا۔ یوں ہنس بچ گیا۔ دیودت نے اس بات پر بڑی تکرار کی۔ آخر کار اس کے فیصلہ کے لئے تمام شاکیوں کی ایک بڑی سبھا ہوئی اور اُس سبھا میں فیصلہ ہوا کہ جاندار اُسی کو ملے جو جان کا بچانے والا ہے نہ کہ اُس کو جو جان کا مارنیوالا ہے۔

ایک روز راجہ شدھودن اپنے بیٹے کا دل بہلانے کیلئے اُسے ایک گاؤں میں لے گیا اور وہاں سے اُس کو کسانوں کی کھیتی باڑی دیکھنے کو بھیجدیا۔ سدھارتھ نے دیکھا کہ کسان لوگ کیسی محنت مشقت اُٹھا رہے ہیں اور مٹی اور گرد سے بھرے ہوئے پسینہ سے تر ہو رہے ہیں۔ اُن کے بیل ہل کے بوجھ کے نیچے دبے رہے ہیں اور پینے کی کیل کی چوٹوں سے لہولہان ہو رہے ہیں اور اُن کے زخموں پر مکھیاں بھنک رہی ہیں وغیرہ۔ یہ دیکھکر بجائے دل بہلانیکے سدھارتھ نہایت غمگین ہوا اور کسانوں سے پوچھا کہ تم کسکے نوکر ہو؟ انھوں نے جوابدیا کہ ہم مہاراج کے داس ہیں۔ سدھارتھ بولا آج سے تم کسی کے داس نہیں جہاں جی چاہے چلے جاؤ اور آرام سے رہو۔ یہ کہکر اُس نے اُن کے بیلوں کو بھی کھولدیا اور کہا کہ تم بھی جاؤ اور آزادی سے جنگل کی گھاس کھاؤ اور جل پیو۔ اِسکے بعد وہ ایک نیبو کے درخت کے نیچے جا بیٹھا اور دنیا کے رنج و الم کی نسبت سوچنے لگا

اور سوچتے سوچتے بالکل اپنے دھیان میں لولین ہو گیا آخر کار اُسکو ڈھونڈتے ڈھونڈتے راجہ بھی وہاں آ پہونچا اور دیکھا کہ اگرچہ دن بہت چڑھ گیا تاہم اُس درخت کا سایہ اُس کے بیٹے کے اوپر جیسے کا تیسا ٹھیرا ہوا ہے۔

**بیاہ**

بیٹے کا یہ حال دیکھکر راجہ شدھودن بہت فکرمند ہوا اُسکے منتریوں نے صلاح دی کہ اگر سدھارتھ کا بیاہ کر دیا جاوے تو اُسکا دل گھر میں لگ جائیگا اور یوں اُسکے گھر چھوڑنے کا اندیشہ نہ رہے گا۔ سو ایک روز راجہ نے ایک بڑا جلسہ کیا جس میں تمام خوبصورت لڑکیاں بلائی گئیں جن میں سے سدھارتھ نے کولی کے راجہ سپر بدھ کی بیٹی یشودھرا کو پسند کیا جو اُسکی پھپھی کی بیٹی تھی۔ (دیکھو فرسنامہ ریس ڈیوڈ کی کتاب بدھیزم صفحہ ۵۲)

لیکن یشودھرہ سے اور بھی کئی شہزادے بیاہ کرنا چاہتے تھے۔ سو ایک عام جلسہ میں اُن سب کی بہادری آزمائی گئی پر اُن میں سے کوئی بھی سدھارتھ کی برابری نہ کر سکا۔ سو آخر کار بڑی دھوم دھام سے ۱۹ برس کی عمر میں یشودھرہ کے ساتھ سدھارتھ کا بیاہ ہوا۔ بدھ کے بیاہ کی نسبت عالموں میں بحث ہے۔ بعضوں کے خیال کے مطابق بدھ نے صرف ایک ہی بیاہ کیا تھا لیکن بعضوں کے گمان میں اُسکی رانیاں کئی تھیں۔ مثلاً یشودھرہ گوپہ۔ مرگجا۔ اُتپلورنا وغیرہ۔ جیسا بشپ بگنڈیٹ

کہا گیا تھا کیوں میں صرف ایک ہی شادی روا تھی۔ سو بعض عالم گمان کرتے ہیں کہ یہ مختلف رانیوں کے نام نہیں بلکہ ایشودہرہ کے مختلف نام ہیں۔ بدھ مذہب کی بعض چینی و تبتی کتاب میں بدھ کی ساٹھ ہزار خواص بھی جڑ دی گئیں)

**چار نظارہ**

شادی کے بعد راجہ شدھودن نے اپنے بیٹے اور بہو کو معہ انکی بیشمار سکھی سہیلیوں کے ایک نہایت خوبصورت محل میں رکھا تا کہ اُن کا تمام وقت صرف ناچ۔ رنگ۔ ہنسی کھیل اور طرح طرح کی عیش و عشرت میں کٹے۔ راجہ نے حکم دیا کہ اُس محل کی چار دیواری کے اندر کوئی دکھ۔ بیماری۔ رنج۔ غم اور موت کا نام بھی نہ لے۔ وہاں صرف خوشی اور خوشی ہی ہوتی رہے۔ سو سدھارتھ ۲۹ برس کی عمر تک اُس خوشنما محل میں اپنی رانی اور اُس کی سکھی سہیلیوں کے ساتھ خوشی اور خرمی میں مشغول رہا۔ لیکن عیش و عشرت کی بھی حد ہے۔ سو اپنا دل بہلانے کیلئے ایک دن اُسنے چاہا کہ باہر کی دنیا کو بھی دیکھے۔ چنانچہ دنیا کو دیکھنے کیلئے اپنی ساتھی چھندک یا چھنا کے ساتھ اُس محل سے نکلا۔ کہتے ہیں کہ ایک دیوتا اس کے دل میں غم پیدا کرنے کی غرض سے چار موقعوں پر چار صورتوں میں اُسکو دکھائی دیا۔ پہلے سدھارتھ نے ایک نہایت ضعیف آدمی کو دیکھا جو بسبب بڑھاپے کے کبڑا ہو گیا تھا۔ اُس کی آنکھیں

دھندھلا گئی تھیں مشکل سے قدم اُٹھا کر در بدر بھیک مانگ رہا تھا۔
سدھارتھ نے چھنا سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ چھنا بولا کہ یہ ایک
بڈھا آدمی ہے اسّی برس سے اوپر اسکی عمر ہو گئی ہے۔ کسی دن وہ
بھی اوروں کی طرح جوان اور خوبصورت تھا۔ سدھارتھ نے پوچھا کیا
ہر ایک پر ایسا ہی بڑھاپا آجاتا ہے؟ چھنا بولا کہ ہاں! مہاراج۔
جو کوئی اسی عمر تک جیتا رہتا ہے اُسکا یہی حال ہوتا ہے۔ سدھارتھ
نے پوچھا کہ اگر میں اور میری پیاری یشودھرہ اس عمر تک پہونچینگے
تو کیا ہمارا بھی یہی حال ہو گا؟ چھنا بولا کہ ہاں مہاراج۔ تب
سدھارتھ نے کہا کہ بس جو میرے خیال میں نہ تھا سو ہی آج میں
نے دیکھا مجھے میرے محل میں واپس لے چلو۔
اسیطرح دوسرے موقعہ پر اُسنے ایک مریض کو دیکھا جو راستہ
میں پڑا ہوا اور سخت عذاب میں مبتلا ہو کر چلا رہا تھا کہ ہائے! مجھپر
دیا کرو۔ ہائے! میری سہائتا کرو۔ سدھارتھ نے چھنا سے پوچھا
کہ یہ کون ہے؟ کیوں بھومی پر پڑا ہوا ہے؟ کیوں اٹھ نہیں سکتا؟
کیوں چلا رہا ہے؟ چھنا نے اُس کے جواب میں کہا کہ یہ ایک بیمار
آدمی ہے۔ ہر جیو کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا ہو کر کلیش پاتا آہیں
بھرتا اور آخر مر جاتا ہے۔ سدھارتھ نے پوچھا کہ موت کیا ہے؟
اتنے میں چند لوگ ایک مردہ کو لئے ہوئے رام نام ستیہ ہے رام نام ستیہ ہے پکارتے

ہوئے اُسی سڑک پر آ پہونچے جو اُسے پھونکنے کو لے جا رہے تھے۔ چھنّا نے اس مردہ کیطرف اشارہ کرکے راج پتر سے کہا کہ مہاراج یہ موت ہے۔ سدھارتھ نے پوچھا کہ کیا ہر ایک کا یہی حال ہوگا؟ چھنّہ بولا کہ ہاں مہاراج۔ تب سدھارتھ نہایت غمگین ہوکر آہیں بھرنے اور کہنے لگا ہائے! سنسار جو دکھ سے بھرا ہوا ہے۔ جہاں ہر جیو کلیش اور مرتیو کے جال میں پھنسا ہوا ہے۔ یہ کہکر وہ اپنے محل میں واپس آ یا۔

ایک اور مرتبہ جب سدھارتھ اپنے محل سے باہر نکلا۔ تو اُس نے ایک سنیاسی کو دیکھا جس کے چہرہ پر غم کے آثار تک نہ تھے۔ اب سدھارتھ کے دل میں بڑی بے چینی پیدا ہوئی۔ دنیا کے غم اور موت کے بندھن سے چھٹکارا پانے کیلئے اُس نے ارادہ کیا کہ میں بھی اپنے راج پاٹ اور گھر چھوڑ کر سنیاسی بن جاؤنگا۔

**خوشی میں غم**

وہ شام کے وقت ایک باغ میں بیٹھکر اسیطرح سوچ رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص دوڑ کر آیا اور اُسے خبر دی کہ مہاراج۔ آپ کی رانی یشودھرہ جی سے ابھی ایک کمار پیدا ہوا ہے۔ سدھارتھ اس خبر سے بجائے خوش ہونے کے اور بھی زیادہ غمگین ہوا۔ کیونکہ اُسکو دنیا میں باندھ رکھنے کیلئے یہ ایک نیا بندھن آموجود ہوا۔ اب وہ اپنے محل کو واپس آیا۔ چاروں طرف لوگ خوشی منا رہے تھے مگر سدھارتھ کے دل میں خوشی نہیں۔ اُس نے اپنے دل میں مصمم ارادہ کیا کہ اسی رات میں گھر سے

نکل جاؤنگا کہ اور زیادہ بندھن میں نہ پھنسوں۔ یہ سوچکر آدھی رات کو اپنے سارتھی چھنہ کو حکم دیا کہ میرے کنتھک نام گھوڑے کو لا۔ جب سارتھی گھوڑا لانے گیا تو وہ اپنی رانی کے دروازے پر آکھڑا ہوا۔ یشودھرہ اُسوقت سو رہی تھی اُس کے چاروں طرف پھول بکھرے ہوئے تھے۔ اُسکا ایک ہاتھ نوزائیدہ بچہ کے نیچے اور دوسرا ہاتھ اُسکے سر پر تھا۔ سونے کا دیا جل رہا تھا۔ اُسکی دھیمی دھیمی روشنی میں ماں اور بچہ نہایت خوبصورت نظر آرہے تھے۔ بچہ کو دیکھکر سدھارتھ کے دل میں محبت نے جوش مارا اور اُسکے دل میں آیا کہ میں سنسار کو تیاگ دینے سے پہلے ایک بار اپنے کمار کو اپنی گود میں اُٹھاکر چھاتی سے چپٹا لوں۔ لیکن ماں کو جگائے بغیر یہ کرنا محال تھا۔ سو اُسنے اپنے دل کو سخت کر کے اپنی آنکھیں اُنسے پھیر لیں۔

**گھر چھوڑنا** اتنے میں چھنہ گھوڑا لے کر آیا۔ راجکمار سدھارتھ چھنہ کو ساتھ لیکر اپنے باپ کا محل۔ دنیا کی شان و شوکت۔ جوان بیوی اور اکلوتے بیٹے کو چھوڑ کر نکل پڑا۔ راجہ شدھودن نے پیشتر ہی جوتشیوں سے معلوم کر لیا تھا کہ سدھارتھ اُسی رات گھر سے نکل جائیگا سو خود اپنے چار بھائیوں کیساتھ ہفتہ بھر سے شہر کے پھاٹکوں کی نگہبانی کر رہا تھا چھ رات تو جاگتا رہا پر ساتویں رات میں اُسیوقت جب سدھارتھ نکل رہا تھا تو راجہ کی آنکھوں میں نیند چھا گئی۔ سدھارتھ جب پورب کے پھاٹک پر پہونچا۔ تو راجہ کو سوتے دیکھکر کہنے لگا کہ ہے

پتاجی کہ میں دل سے آپ کو پیار کرتا ہوں پر میں اس محل میں رہ نہیں سکتا کیونکہ کلیش اور مرتیو کے بندھن سے چھٹکارا پانا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے چل دیا۔ راستہ میں اُسکو ایک سخت دشمن ملا جس کا نام مار تھا یعنے بودھ مذہب کا شیطان مار نے اُس سے کہا کہ ذرا ٹھہر جا۔ اگر تو اپنا سنکلپ چھوڑ دیگا تو سات دن کے اندر میں تجھے اس سارے سنسار کا راج دونگا۔ سدھارتھ نے اس مار کی ان باتوں کی پرواہ نکی اور آگے چلا۔ لیکن مار بھی اُسکے پیچھے ہو لیا یہ سوچکر کہ اب نہیں تو کبھی تو میں اُسکو اپنے پنجہ میں پھنسا ہی لونگا۔ سدھارتھ رات بھر سفر کرتا ہوا صبح کو انومہ نام ایک ندی کے کنارے پر جا پہونچا جو کپلو کی ریاست کی دوسری طرف بہتی تھی وہاں پر اُسنے اپنے زیور اُتار کر زیور اور گھوڑے کو چھنّہ کے حوالہ کر دیا اور اُسکو رخصت کر دیا۔ جاتے وقت چھنّہ اُسکی بہت بنتی کرنے لگا کہ مہاراج اس داس کو بھی اپنے ساتھ لیچلو۔ آپ جہاں کہیں جائیں گے میں بھی آپکے ساتھ ساتھ چلونگا۔ اور آپکے اس سنیاس دہرم میں آپکی سیوا کرونگا۔ سدھارتھ بولا کہ نہیں۔ چھنّا۔ تم واپس جاؤ اور میرے پتاجی سے میرا حال بیان کرو۔ سو چھنّہ روتا ہوا سدھارتھ سے رخصت ہوا۔ اسکے بعد سدھارتھ نے اپنی تلوار سے اپنے خوبصورت بالوں کو کاٹ کر پھینک دیا جنھیں اندر دیوتا اٹھا کر تینتسویں ۳۳ سورگ میں لے گیا۔ بال کاٹنے کے بعد اُسکو ایک بیادھ

(یعنی شکاری) ملا جو نہایت میلا کچیلا لباس پہنے ہوئے تھا کہتے ہیں
کہ اندر دیوتا اُس بیادھ کے بھیش میں وہاں ظاہر ہوا تھا۔ سدھارتھ
نے اپنا راج بھیش اُتار کر اُس بیادھ کو دیا اور اُس کا میلا کچیلا لباس
آپ پہن لیا۔ اندر دیوتا نے سدھارتھ کے راج بھیش کو بھی تینتیسویں
سورگ میں رکھا اسکے بعد سدھارتھ نے کسی درخت کے پتوں سے بھیک
مانگنے کیلئے ایک دونہ بنا لیا اور سفر کرتے کرتے گنگا پار ہوا اور مگدھ دیش
کی راجدھانی راجگرھ میں جا پہونچا۔ بنبی سار وہاں کا راجہ تھا کہتے
ہیں کہ بنبی سار نے جو اپنے محل کے ایک جھروکے سے نظر کی تو اس جوان
سنیاسی کا اشراف چہرہ دیکھکر کہا کہ یہ عام سنیاسی نہیں۔ سو وہ محل سے
اُتر کر سدھارتھ پاس آیا اور کہنے لگا کہ مہاراج۔ آپ میرے ہاں
براج کیجئے۔ اگر دھن چاہیئے تو میں آپکو دھن دونگا اگر ناری چاہیئے تو
میں آپ کو خوبصورت ناریاں دونگا۔ جو جو بستو چاہیئے میں آپکو سب
کچھ بہتات سے دونگا آپ آرام سے رہئے اور انھیں بھوگ کیجئے۔
اس کے جواب میں سدھارتھ نے کہا۔ کہ میں شاکیہ بنش کا راجکمار ہوں
مجھے دھن کی پریوجن نہیں دھن سے من کی شانتی نہیں ہو سکتی پھر بھوگ
بلاس کی اچھا ہی کلیش اور دکھ کا مول ہے میں ان اچھاؤں کو پورا کرنا
نہیں چاہتا پرنتو انہیں ناش کر کے انکو جیت لینا چاہتا ہوں۔ وہی
پرش دھنیہ ہے جس نے بھوگ بلاس کی اچھا کو سمپورن ریتی سے تیاگ

دیا ہے اور انھیں تیاگ دیکر دُکھ اور کلیش رہت ہو کر سدا آنند میں مگن
رہتا ہے۔ میں جس دھن کی کھوج میں نکلا ہوں وہ تتو گیان ہے جس سے
بڑھکر اور کوئی پدارتھ نہیں۔ سدھارتھ کی ان باتوں کو سنکر راجہ بمبی سار
نہایت پرشان ہوا اور کہنے لگا کہ مہاراج جب آپ اُس گیان کو پراپت
کریں تو مجھ پاپی کو بھی اسکا اُپدیش کیجئے۔

**تپسیا**

راج گرھ میں ایک وادی میں واقع تھا جسکے آس پاس
پانچ خوبصورت پہاڑ تھے۔ اُن پہاڑوں کی گپھاؤں میں بیشمار
سادھو سنیاسی رہتے تھے اور ایکانت میں تپ جپ کرتے تھے۔ سدھارتھ
بھی اُن سادھوؤں میں جا ملا اور پہلے آلاد اور اُدرک نام دو برہمن سادھوؤں
کا چیلہ بنا۔ انھیں برہمنوں سے اُس نے ہندو فلسفہ کی گہری اور پیچیدہ
باتوں کو سیکھا۔ پر فلسفہ میں وہ قدرت نہیں جس سے دل کی شانتی ہو سکتی
ہے۔ پس جب سدھارتھ کو اُن فلسفانہ باتوں سے شانتی نہ ہوئی تو اُن
برہمنوں کو چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا اور اُرو ولوا یا اُرو ولہ نام ایک جنگل میں
نیر بجنا یا نیر نجرہ نام ایک ندی کے کنارے جا بسا۔ (اس جگہ کو اب بدھ گیا
کہتے ہیں اگرچہ اب وہاں پہلے کیطرح جنگل نہیں تو بھی دیکھنے میں خوبصورت
ہے۔ نیر بجنا تو اب قریباً سوکھ گئی مگر پھلگو ندی جس میں نیر بجنا ملتی ہے اب
بھی بہت خوش منظر ہے۔ ادھر اُدھر کے پہاڑوں میں اب بھی تپسیا کی
جگہیں ہیں مگر اس زمانہ میں شاذ و نادر ہی کوئی اُن جگہوں میں تپسیہ کیلئے جاتا ہے۔

بدھ گیا میدان میں واقع ہے پہاڑ پر نہیں)۔

جب راجہ شدھودن کو خبر ملی کہ اس کا بیٹا اردو یلوہ کے جنگل میں نیرنجنا کے کنارے پر تپسیہ کر رہا ہے تو اس نے اسکی سیوا کیلئے تین سو آدمی بھیج دیے۔ اسکے سسر سپر بدھ نے بھی دو سو آدمی بھیجے۔ سدھارتھ نے ان پانچسو آدمیوں میں سے صرف پانچ آدمی اپنے پاس رکھ لئے جو اسکے چیلے بنے۔ اردویلوہ میں سدھارتھ چھ برس تک کٹھن تپسیہ کرتا رہا یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ اسنے اپنی خوراک ایک مٹر کے دانہ کے برابر کر ڈالی جس سے اسکی شہرت چاروں طرف بہت پھیل گئی پر ایسی سخت تپسیہ سے بھی اسکو تتوگیان یا سچی معرفت حاصل نہ ہوئی۔ اسکا جسم بالکل کمزور ہو گیا اور دل نہایت بے چین۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ آہستہ آہستہ ٹہل رہا تھا اور دل میں اپنی ناکامیابی کے بارہ میں سوچ رہا تھا تو ڈگمگا کر مردہ سا گر پڑا اسکے چیلوں نے سمجھا کہ وہ مر گیا ہے جب ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ جسم کو دکھ دینے سے کچھ فائدہ نہیں۔ سو وہ پھر کھانے پینے لگا۔ اسکو کھاتے پیتے دیکھکر اس کے چیلوں نے سمجھا کہ گرو جی کا دھرم بھرشٹ ہو گیا ہے اور وہ اسے چھوڑ کر بنارس کو بھاگ گئے۔ اب سدھارتھ کی تنہائی کا ساتھی کوئی نہ رہا اسکو اکیلے اپنے دکھ اور آزمائش کا مقابلہ کرنا پڑا۔

کہتے ہیں کہ اسوقت مار (یعنی مذکورہ بالا شیطان) نے بڑے زور سے سدھارتھ پر حملہ کیا اگرچہ حقیقتاً یہ اسکی اندرونی آزمائش تھی تاہم

بدھ مذہب کی کتابوں میں اسکا ایک ظاہرہ جنگ کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب مار اپنی ہزارہا پلٹن لیکر سدھارتھ پر چڑھ آیا تو آسمان پر گہری گھٹا چھا گئی۔ زمین تاریکی میں ڈوب گئی چاروں طرف بے شمار ستارے گرنے لگے ایسے سخت زلزلے آئے کہ بڑے بڑے پہاڑ گر پڑے سمندر کا پانی الٹ پلٹ ہو گیا ندیاں الٹی بہنے لگیں۔ سورج تاریک ہو گیا چاروں طرف ہولناک آوازیں آنے لگیں وغیرہ وغیرہ لیکن آخر سدھارتھ غالب آیا۔

**نروان** انھیں ہولناک آزمائشوں اور دل کی مایوسی میں ایک دن سدھارتھ نزدیک کے گاؤں میں بھیک مانگنے گیا۔ وہاں نندک نام ایک مالدار سیٹھ تھا۔ جسکی سجاتا نام ایک بیٹی تھی سجاتا نے منت مانی تھی کہ کسی سادھو کو بھوجن کرائیگی سو اُس نے بڑے جتن سے بہت عمدہ دودھ سے کھیر پکا کر سونے کے برتن میں رکھی تھی۔ جب سدھارتھ وہاں پہونچا تو اُس نے اُس کھیر کو اُس برتن سمیت اُسکے آگے دھر دیا۔ سدھارتھ کھیر لیکر نیرنجنا کے کنارے پر آیا اور اُسے اوپر رکھکر نہانے کے لئے نیرنجنا کے پانی میں اُترا لیکن وہ ایسا تھکا ہوا اور کمزور تھا کہ نہانے کے بعد پانی سے نکلکر اوپر آنا اُسکے لیے نہایت دشوار ہوا۔ کہتے ہیں کہ اُسوقت ایک دیوتا نے کنارے کے ایک درخت کی ڈالی اُس کی طرف جھکا دی۔ جس کو پکڑ کر وہ پانی سے نکل آیا۔ اب وہ اپنے

کپڑے بدلکر ایک پیپل کے پیڑ کے نیچے تھوڑی سی گھاس بچھا کر بیٹھ گیا
اور سجاتا کی دی ہوئی کھیر اُس سونے کی تھالی میں کھانے لگا۔ کھیر
کھاتے ہی اُس کے جسم میں طاقت آگئی اور ایکبارگی اُسکے دل میں ایک
عجیب خوشی برپا ہوئی۔ بعض قصہ کے مطابق اُسوقت اُسکے دل میں ایک
نئی قوت داخل ہوگئی تھی جسے بودھی سمبودھی کہتے ہیں۔ یہ قوت حاصل
ہوتے ہی اُسکے دل کا غم اور مایوسی جاتی رہی اور وہ بدھ ہوگیا۔ اِسیکو
اس کا نروان حاصل ہونا کہتے ہیں۔

دبدھ کے اس تجربہ سے ہم واقف نہیں۔ اکثر مغربی علما لفظ
بدھ کے معنی روشنی یافتہ کے بتاتے ہیں یعنی اُسوقت اُس کا دل خاص
طور سے منور ہوگیا ہم بھی اس معنے کے خلاف کچھ کہنا نہیں چاہتے ہیں
بیشک اُسوقت بدھ کے دلمیں ایک نئی روشنی کا تجربہ ہوا تھا لیکن
لفظ بدھ جس مصدر سے نکلا ہے اسکے اصلی معنے جاگنے یا بیدار ہونیکے
ہیں سو سُجاتا کی دی ہوئی کھیر کھانے کے بعد سدھارتھ ایک خاص بیداری
کی حالت میں آگیا جس کا تجربہ بیشتر اُسکو نہ تھا۔ مصنف جب چند
برس ہوئے بدھ گیا کو دیکھنے گیا تو اُسکے دل میں خیال آیا کہ اس کھیر
میں کونسی طاقت تھی کہ جس سے یہ گرھستیا گی راجکمار بدھ یا بیدار ہوا؟
اگرچہ مصنف نے کسی کتاب میں اس بات کو نہیں دیکھا تو بھی سوچتے
سوچتے خیال کرنے لگا کہ کھیر تو بیشک ایک حقیر اور ناچیز شے ہے مگر

اس کبیر کی بات میں ایک ہاتھ ہے جس نے اسے بڑے جتن سے بنایا تھا اور اس ہاتھ کی آڑ میں ایک دل ہے جو شردھا یعنی تعظیم اور محبت سے بھرا ہوا تھا۔ محبت سے بڑھکر دنیا میں کوئی جادو یا قوت نہیں سدھارتھ نے اپنے شاہی محل میں اس محبت کی عظمت اور قوت کو محسوس نہ کیا تھا عیش و عشرت کی رو میں دل غوطہ کھا رہا تھا اور اسکی نظروں میں جسمانی خوشی ہی سب کچھ تھی سو وہاں پر حقیقی اور پاک محبت کہاں سے نشو و نما ہوتی؟ جب اداسی کی تاریکی اسکے دل پر چھا گئی تو سب کچھ بندھن ہی بندھن معلوم ہونے لگا۔ پاکدامن بیوی کی پاک محبت اور نوزاد بچہ کی مامتا سب کچھ اسکی نظروں میں پھنسانے والے دام تھے سو اس راج محل میں وہ حقیقی محبت کے کشف سے محروم رہا۔ اس کے بعد اس نے چھ برس تک کٹھن تپسیہ کی بدن کو مارا پر اس سے اسکو تسلی نہ ہوئی بدن کو مارنا مشرقی خیال میں اچھی بات ہے مگر مارنا تو مارنا ہی ہے موت میں زندگی کہاں؟ لیکن اب جب سدھارتھ اس سیٹھ کی بیٹی سوجاتا کے ہاتھ سے سونے کے تھال میں کھیر لے آیا اور اس پیپل کے پیڑ کے نیچے بیٹھکر اپنی کمزوری اور مایوسی کی حالت میں اسے کھانے لگا تو ہر ایک لقمہ میں اس لڑکی کی پاک اور پر تعظیم محبت معکوس ہونے لگی۔ بودھ مذہب میں خدا کی محبت کا ذکر نہیں لیکن انسانکی پاک محبت بھی تو خدا کی محبت کا ایک قطرہ ہے سو تعجب نہیں کہ اس قطرہ ہی نے

اُس سنسان جنگل میں اُس راج پتر کے دل پر ایسا اثر ڈالا ہوگا کہ وہ یکبارگی
چونک اُٹھا اور وہ ایک نئے تجربہ میں جاگ اُٹھا اُس جگاہٹ یا بیداری
کا نام ہی اُسکا بدھ بننا تھا۔ لفظ نروان کے معنی بجھ جانے کے ہیں جب
ایک پاک محبت کے کشف سے وہ چونک اُٹھا اور بیدار ہوا تو اُسکی جسمانی
خواہشات دیا کیطرح بجھ گئیں لیکن باطن میں ایک نئی جگاہٹ یا بیداری
کی آمد سے ایک پاک محبت کی آگ شعلہ زن ہوگئی جسے سدھارتھ پہلے
جانتا نہ تھا۔ بودھ مذہب کے پیغام میں اُس پاک محبت کا نام اہنسا
ہے۔ اگر بدھ کے دل میں اُسوقت یہ محبت بیدار نہ ہوتی تو وہ سب جیوں
پر دیا یا رحم کرنے کا پیغام کیونکر پرچار کرتا؟ دیا کرو رحم کرو پیار کرو۔
بدھ نے قدیم ہند میں اس پیغام کو پھیلایا جس کی تاثیر ابتک قوم ہنود کے
رگ و ریشہ میں موجزن ہو رہی ہے۔ صرف اُس پیار میں اپنے دل کو الجھاؤ
نہیں۔ دیا۔ رحم۔ پیار کرو پر کسی کی کشش یا بندھن میں مت پھنسو۔ اسی کا
نام نروان ہے۔ نروان خواہش کا نروان ہے۔ نروان ہستی سے ڈھیر
ہو جانا نہیں؟

بعض قصہ کے مطابق سدھارتھ جب نروان حاصل کرنے پر تھا تو مار
نے اُسپر پھر حملہ کیا اور کہا کہ دیودت نے کپل وستو کا راج چھین لیا ہے
اور اُس نے تمام شاکیوں کو مار ڈالا تو یہاں کیوں بیٹھا ہے جا اور اُس
سے لڑ۔ جب اس آزمائش سے بدھ مغلوب نہ ہوا تو مار نے مایہ سے

بشنو دیرہ اور اُس کی سہیلیونکی صورت بنا کر سدھارتھ کے آگے حاضر کیا اور بولا کہ تو کیوں بیفائدہ نروان حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے نروان کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ لے اپنی ناریوں کو اور ان کے ساتھ بھوگ بلاس میں مگن رہ سدھارتھ اس آزمایش پر بھی غالب آیا اور اس کا شنوانہ ہوا۔ اب مار اپنی تین بیٹیوں کو لے آیا جن کے نام رتی۔ ارتی اور ترشنا تھے (رتی کے معنے رغبت۔ ارتی کے معنی تنفر۔ ترشنا کے معنی پیاس یا خواہش کے ہیں) ان تینوں بہنوں نے سدھارتھ کو بہت ہی ستایا۔ پر سدھارتھ نے ان تینوں کو شکست دی۔

اب نہ کسی چیز کیطرف رغبت رہی اور نہ کسی چیز سے نفرت اور نہ کسی چیز کی خواہش ہی موجود رہی اب نہ اُسکو رنج ہے نہ غم ہے نہ دُکھ ہے نہ سُکھ ہے بلکہ بودھ تصور کے مطابق نہ جنم ہے نہ مرن اسی حالت کو نروان کہتے ہیں سدھارتھ جب اس نروان کی حالت کو پہونچا تو دیوتاؤ نے سورگ سے پھول برسائے اب وہ بدھ بن گیا جس درخت کے نیچے بیٹھکر اُسکو یہ سدھی حاصل ہوئی تھی۔ اُس درخت کو بودھی دُرم یا بودھی برکش کہتے ہیں یعنی بودھی کا پیڑ۔ اصلی بودھی برکش تو اب موجود نہیں پر اُسکی جگہ پر ایک نیا پیپل کا پیڑ اُگا ہوا ہے اسی کو لوگ بودھی برکش کر کے مانتے ہیں اس پیڑ کے متصل ایک نہایت عالیشان مندر بھی تعمیر کیا گیا۔

**پرچار**

۲۹ برس کی عمر میں بدھ نے گھر چھوڑا۔ چھ برس تک سادھن اور تپسیا کی۔ ۳۵ برس کی عمر میں نروان حاصل کیا اس کے بعد وہ قریب ۴۵ برس تک اس نروان کے بھید کو پرچار کرتا رہا۔ ہمارے پاس گنجائش نہیں کہ اُس پرچار کی کل کیفیت درج کریں سو نہایت مختصر طور پر یہاں ہم ذیل میں چند مشہور باتوں کو پیش کرتے ہیں۔

**بدھ کا پیغام**

(۱) خدا کی بابت بدھ نے تعلیم نہیں دی۔ اس سبب سے عام طور سے اُسکے مت کو ناستک مت کہتے ہیں لیکن جہانتک ہمکو معلوم ہے۔ بدھ یا بدھ کے پیرؤں نے اُن دنوں کے ہندو مذہب کے دیوتاؤں یا اعلیٰ وجودوں کے تصور کی تردید نہیں کی بدھ نے برہمنوں سے ہندو فلسفہ کی تعلیم پائی تھی پس جو کچھ ہندو مذہب کے ذریعہ سے خدا یا الٰہی حقیقت کی بابت معلوم ہو سکتا تھا غالباً اُسکو معلوم تھا۔ سو اُن باتوں کی تردید نہ کرنے سے اُسکو ناستک کہنا دشوار ہے۔ پھر خدا کی بابت تعلیم نہ دینے سے اُسکو آستک کہنا بھی مشکل ہے لہذا وہ آستک تھا یا ناستک ہم یہاں پر اس بات پر بحث کرنا مناسب نہیں سمجھتے ہیں۔

(۲) دُکھ اُسکا خاص حل طلب معمہ تھا۔ سو اسی معمہ کو حل کرنے کیلیے اُس نے چار باتوں کی تعلیم دی جنہیں چار آریہ ستیہ (چار عظیم سچائیاں) کہتے ہیں۔ وہ یہ ہیں اول دُکھ دویم دُکھ کا سبب سویم دُکھ کا موقوف ہونا

اور چہارم دُکھہ کے موقوف ہونیکی راہ

اول دکھہ۔ کل جیو دکھہ میں مبتلا ہیں۔ جیو اواگون کے چکر میں گھومتا ہوا اِس دکھہ کو اُٹھاتا ہے بار بار جنم لینا جنم لے کر طرح طرح کی حالات میں سے گذرنا ضعیفی۔ بیماری۔ موت سب دُکھہ ہیں جس شئے کو دل چاہتا ہے اسکو نہ پانا جس شئے کو دل نہیں چاہتا ہے اسی کا موجود ہو جانا پیاری شئے سے جدائی ناگوار واقعات وغیرہ وغیرہ سب دُکھہ ہیں۔ (اس امر میں بدھ اور ہند کے دیگر استادوں کی تعلیم قریب قریب یہی تھی)

دویم دکھہ کا سبب۔ دکھہ کا کارن یا حقیقی سبب ترشنا یا پیاس یعنی خواہش ہے۔ ترشنا سے پراورتی یعنی رغبت پیدا ہوتی ہے رغبت سے کرم یعنی فعل واقع ہوتے ہیں اور کرم کے انوسار (مطابق) دوبارہ جنم ہوتا ہے اور اسیطرح اواگون کے سلسلہ میں دُکھہ بھوگنا پڑتا ہے پس دکھہ کی حقیقی جڑ ترشنا یا خواہش ہے۔

سویم دکھہ کا موقوف ہونا۔ اگر کسیطرح اسی جڑ ہی کی جڑ کٹ جائے یعنی ترشنا یا پیاس موقوف ہو جائے تو نہ دل میں کسی شئے کے لئے رغبت ہوگی اور نہ اُس رغبت سے کرم اور نہ اُس کرم سے اواگون کا بندھن اور نہ اُس بندھن سے دُکھہ ہوگا۔ اسی ترشنا کو موقوف کرنے یا بجھانے کا نام نروان ہے۔

چہارم دکھہ کے موقوف ہونے کی راہ۔ اس نروان یا دکھہ کی کامل نیستی

حاصل کرنے کیلئے اشٹانگک مارگ یعنی آٹھ جز و والی راہ پر چلنا چاہئے۔
اُن آٹھ انگوں یا جزوں کے نام یہ ہیں

(۱) سمادِرشٹی یعنی درست دیکھنا
(۲) سما سنکلپ یعنی درست مقصد
(۳) سما واچا یعنی درست کلام
(۴) سما کمنتو۔ یعنی درست کام
(۵) سما اجیوو۔ یعنی درست پیشہ
(۶) سما ویامہ۔ یعنی درست کوشش
(۷) سما ستی۔ یعنی درست یاد
(۸) سما سمبودھی یعنی درست دھیان

(۳) بدھ کے اس طریقہ میں نہ ہندو مذہب کے دیوتاؤں کی جا جت ہے اور نہ رسومات اور نہ پروہتوں کی ضرورت ہے سو ہندو مذہب کے ہادیوں نے یعنی برہمنوں نے بدھ اور اُسکے پیروؤں کو ناستک قرار دیا

(۴) بدھ کا یہ طریقہ عالمگیر تھا۔ اس میں نہ ذات نہ قوم نہ فرقہ نہ مرد نہ عورت کسی بات کا امتیاز نہ تھا جو چاہے اس طریقہ کو اختیار کر سکتا تھا

(۵) اگرچہ ترشنہ کو موقوف کرنا ہی بدھ کا خاص پیغام تھا تاہم مذکورہ بالا اشٹانگک مارگ پر چلنے کیلئے رحم کو عمل میں لانا لازم و ملزوم تھا۔ لہذا بودھ مذہب کا اندرونی ساوھن کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اہنسا پرمو دھرمہ یعنی

کسی پر بے رحمی نہ کرنا یہی بیرونی صورتیں ہیں جو وہ مذہب میں سب سے بڑا دھرم سمجھا گیا۔

**اُپک کی بے اعتقادی**

بدھ اپنے نئے تجربہ کو پرچار کرنے کے لئے بودھی برکش کے نیچے سے اٹھ کھڑا ہوا اور پہلے اپنے گروؤں کی تلاش میں نکلا جن سے اُس نے ہندو فلسفہ کی تعلیم حاصل کی تھی لیکن جب سنا کہ وہ فوت ہو گئے تو اپنے پانچوں چیلوں کی تلاش میں بنارس کو روانہ ہوا راستہ میں اُپک نام ایک برہمن ملا۔ اُسنے بدھ کے چہرہ کو رونق دار دیکھکر اُس سے پوچھا کہ مہاراج۔ تمھارا یہ جوت سے بھرا ہوا مکھ اور یہ شانت روپ کہاں سے ہے؟ تم نے کس گرو سے اُپدیش پایا اور کس دھرم کا سادھن کیا کہ جس سے تمکو ایسا آنند اور شانتی پراپت ہوئی؟ بدھ بولا ہے برہمن! میرا کوئی گرو نہیں۔ ترشنا کو مارنیسے مجھ کو نروان پراپت ہوا ہے۔ اُپک نے پوچھا کہ اب تم کہاں کو جارہے ہو اور وہاں جاکر کیا کروگے؟ بدھ بولا کہ اب اتم دھرم کے چکر کو گھماؤں گا (یعنی اتم دھرم کو قائم کرونگا) اسی لئے میں کاشی دھام کو جارہا ہوں تاکہ جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں اُنپر جوت پرگٹ کروں اور منش کیلئے امرت (غیر فانیت) کا دروازہ کھولدوں۔ اُپک نے بدھ کی ان باتوں کو باور نہ کیا اور آخر یہ کہکر چلدیا کہ ہے گوتم! تمھاری باٹ وہ ہے۔

**بنارس**

بنارس میں آکر مرگداد نام ایک جگہ پر بدھ کو وہ پانچ چیلے

مل گئے۔ اُنہوں نے پہلے تو اس کھاؤ پیو گرو کو قبول کرنے سے انکار کیا پر
بدھ کے چہرہ کو چمکتے دیکھکر اُس پاس آئے اور اُسکے اپدیش سے اریت
یا بھکشو بن گئے۔ بدھ نے اُن سے کہا کہ میرا مارگ مدھیہ مارگ (درمیانی
راہ) ہے۔ بدن کو دکھ دینے سے فائدہ نہیں جو اپنے بدن کو سکھا ڈالتا ہے
وہ بیفائدہ اپنے لئے دُکھ پیدا کرتا ہے اُسکا من ڈگمگاتا ہے۔ستھر نہیں رہتا۔
جو اپنے دِیا میں تیل کے بجائے جل ڈالتا ہے اُسکا دِیا جل نہیں سکتا اور
نہ اندھیرے کو ہٹا سکتا ہے۔ اسیطرح وہ جو لاغر بدن سے گیان کا دِیا
بالنا چاہتا ہے کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ اُسکی اگیانتا (حماقت) کبھی دور نہ ہوگی
ادھر دوسریطرف وہ جو اپنے بدن کو بھوگ بلاس میں ڈال رکھتا ہے
سچائی کو نہیں پاتا۔ اپنے مورکھ پن کے کارن گیان سے رہت رہ جاتا جس
پدارتھ کو کھانا نہیں چاہیئے اُسکے کہانے سے جسطرح منش کی بیماری بڑھ
جاتی ہے اُسیطرح وہ جو بدن کی خواہش کو پورا کرنا چاہتا ہے وہ کیونکر
اُس خواہش سے چھٹکارا پا سکتا ہے۔ جب جنگل میں آگ لگجاتی اور وہاں
ہوا بھی چلتی ہے تو اُس آگ کو کون بجھا سکتا ہے سو میں نے بھوگ اور تپ
دونوں مارگ کی ادھیکائی (زیادتی) کو چھوڑ دیا۔ میں مدھیہ مارگ میں چلتا
ہوں اس سے میرا دکھ مٹ گیا اور میرے من میں شانتی آگئی۔

اس موقعہ پر بدھ نے مذکورہ بالا چار آریہ ستیہ اور اشٹانگک مارگ کا
اُپدیش دیا بدھ کے اس اپدیش کا نام پالی زبان میں دھمہ چکہ پوتنہ سُتہ

یعنی راستی کی بادشاہت کے قائم کرنے پر وعظ۔ کہتے ہیں کہ بیشمار دیوتے
بھی آکاش میں بیٹھکر اُسکا اُپدیش سُن رہے تھے اور اُس اپدیش سے اُن میں
سے بھی بہتوں کا دل بدل گیا تھا۔

**یشا** کاشی میں یشنا نام ایک جوان سیٹھ تھا جو نہایت دولتمند تھا
کہتے ہیں کہ اُس کے پاس تین محل تھے۔ ایک میں وہ جاڑے
میں رہتا تھا اور ایک میں گرمی میں اور ایک میں وہ برسات میں رہتا تھا۔
اُن محلوں میں وہ ناچ۔ رنگ اور ہر طرح کی عیش و عشرت میں زندگی بسر
کرتا تھا ایک رات کا ذکر ہے کہ اچانک اُسکی نیند ٹوٹ گئی اور کیا دیکھتا ہے
کہ وہ عورتیں جو اُسکا دل بہلانے کیلئے ناچتی گاتی اور بجاتی تھیں اب بیہوش
اور بے بس سو رہی ہیں اور اُنکو اپنے تن بدن کی بھی خبر نہیں۔ اُنکے لباس
الٹ پلٹ اور اُنکے ساز باز بے آواز بکھرے پڑے ہیں۔ اُس نظارہ کو دیکھکر
یشا اپنے دل میں کہنے لگا کہ ہائے میں یہ کیا زندگی بسر کر رہا ہوں۔ سو وہ
فوراً اپنے محل سے نکل پڑا اور ندی کے کنارے آکر چلّانے لگا کہ ہائے میں
بیچین ہوں ہائے میں بیچین ہوں کہاں شانتی کہاں شانتی؟

صبح ہونے والی تھی اور ندی کی دوسری طرف بدھ ٹہل رہا تھا۔ جب
اُس نے اُس کی آواز سنی تو اُسے بلایا کہ میرے پاس آ۔ میں تجھے وہ بات
بتاؤنگا جس سے تیری بیچینی جاتی رہیگی اور تیرے من میں شانتی ہوگی۔ بدھ
کی بلاہٹ سنتے ہی یشا اپنی جوتی اُتار کر کنارے پر چھوڑ ندی میں کود پڑا

اور پار اُتر کر بدھ کے پاس پہونچ گیا۔ تب بدھ نے اُسے چار آریہ ستیہ اور اشٹانگک مارگ کا اُپدیش دیا۔ اس اپدیش سے یشا پہلے اُپاسک بنا اور بعد۔ کو جب اُسکا باپ ڈھونڈھتے ہوئے وہاں آیا اور بدھ کے اُپدیش سے وہ اور یشا کی ماں اور یشا کی بیوی بھی اُپاسک بن گئے تو یشا خود بھکھو بنا (بدھ کے وہ شاگرد جو فقیر بنجاتے تھے بھکھو۔ ارہت۔ شرامن وغیرہ ناموں سے کہلاتے تھے اور وہ جو گھر بار میں رہتے تھے اُپاسک کہلاتے تھے بھکھوؤں کی جماعت کو سنگھ کہتے تھے)۔

## ساٹھ بھکھوؤں کو بھیجنا

یشا کے چار دوست تھے وہ بھی یشا کی کوشش سے بھکھو بن گئے۔ پچاس اور جوا بنارس کے شریف خاندانوں میں سے نکلے اور وہ بھی بھکھو بن گئے۔ اب بھکھوؤں کا شمار ساٹھ ہوا۔ یعنی پانچ چیلے پہلے کے تھے یشا اور اس کے چار دوست اور پچاس یہ کل ساٹھ ہوئے۔ بادھ نے دو دو کر کے ان بھکھوؤں کو بھیجدیا کہ جاکر ہر بشر کو نروان کی راہ بتائیں۔

## راج گرھیہ

ساٹھ شاگردوں کو بھیجکر بدھ پھر اُروویوہ کیطرف واپس گیا۔ وہاں تین اگنی ہوتری بھائی تھے یعنے آگ کے پرستار جو کشیپ خاندان سے تھے۔ بدھ کی تعلیم سے یہ تینوں بھائی اور اُنکے ایک ہزار چیلے بھکھو بن گئے۔ ان مشہور برہمنوں کے بھکھو بن جانے سے چاروں طرف ہل چل پڑ گئی۔ راجہ بمبی سار کو بھی خبر ملی۔ سو راجہ

بمبی سار نے بڑی بنتی سے بدھ کو بلا بھیجا۔ بدھ ان ہزار بھکشوؤں کیساتھ
راج گرھیہ میں پہنچا اور اپنے دستور کے مطابق لشٹی بن نام ایک باغ میں
جا ٹھیرا راجہ بمبی سار اُسی باغ میں اُسکی بھینٹ کیلئے آیا اور اسکو اپدیش
سے اپاسک بنا۔ اس موقعہ پر اور بھی بیشمار لوگ کچھ اپاسک اور کچھ
بھکشو بن گئے۔ اسکے بعد بمبی سار نے بدھ اور اُسکے بھکشوؤں کو بھوجن
کیلئے دعوت دی جب وہ بھوجن کر چکے تو راجہ نے ویلوبن نام ایک باغ کو
جہاں بہت سے بانس کے جھاڑ تھے۔ بدھ اور بھکشوؤں کے نام مخصوص
کر دیا تا کہ اُنکے لئے بہار یعنی ٹکنے کی جگہ بنے (کہتے ہیں کہ راج گرھیہ میں
اس قسم کے اٹھارہ بڑے بہار تھے جن میں بھکشوؤں کے ٹکنے کے لئے
بیشمار مکانات بن گئے تھے اسی لفظ بہار سے موجودہ صوبہ بہار کا نام
پڑ گیا ہے۔ انہیں بہاروں میں عموماً بدھ اُپدیش دیا کرتا تھا خاصکر برسات
میں جب ادھر اُدھر سفر کرنا مشکل ہوتا تھا تو انھیں بہاروں میں برسات
کاٹتا تھا۔ راج گرھیہ کے علاوہ اور بھی بہت سی جگہوں میں اس قسم کے
بہار قائم ہو گئے تھے جنکا ذکر بودھ مذہب کی تواریخ میں بار بار آتا ہے)
راج گرھیہ میں شاری پتر اور مدگل پتر نام دو مشہور جوان پنڈت تھے
(یہ شاری اور مدگل اُنکی ماؤں کے نام ہیں جسطرح ہندوستان میں ماں
کے نام سے بہتیرے بیٹے پکارے جاتے ہیں اُسیطرح یہ دونوں پنڈت
بھی اپنی ماؤں کے نام سے پکارے جاتے تھے) شاری پتر اور مدگل پتر

ہیں بڑی دوستی تھی اور ان کے پاس اڑھائی اڑھائی سو چیلے تھے یہ بھی اپنے چیلوں کیساتھ بدھ سے اپدیش پاکر بھکشو بن گئے۔ انھیں دنوں میں اسیت کا بھتیجہ نلدھ بھی بھکشو بنا۔

## کپل وستو

جب بدھ کی شہرت چاروں طرف پھیل گئی تو راجہ شدھودن نے اُسے کپل وستو میں بلا بھیجا۔ کہ مرنے سے پہلے میں تیرا منھ دیکھ لوں۔ راجہ کی بلاہٹ پر بدھ اپنے بھکشوں کیساتھ کپل وستو میں پہونچا اور اپنے دستور کے مطابق شہر سے باہر ایک باغ میں جا اترا جسے نیاگرودھ آرام کہتے تھے (نیاگرودھ بڑ کے پیڑ کو کہتے ہیں آرام ٹکنے یا آرام کی جگہ)

دوسرے دن بدھ اپنے دستور کے مطابق اپنے بھکشوؤں کے ساتھ بھیک مانگنے کیلئے نگر میں چلا گیا۔ پہلے اُسکو خیال آیا کہ راجہ کے محل میں جاؤں پر اس نے اپنے قاعدہ کو توڑنا مناسب نہ سمجھا۔ سو جو نسے مکان سامنے آئے اُنھیں مکانوں میں وہ اور اُسکے شاگرد الگ الگ بھیک مانگنے لگے۔ اتنے میں کسی نے جاکر راجہ کو خبر دی کہ مہاراج۔ راجکمار نگر باسیوں کے دوار دوار بھیک مانگ رہے ہیں۔ سنتے ہی راجہ محل سے نکل پڑا اور نگر کے رستہ میں آکر بدھ سے ملا اور کہنے لگا کہ ہے کمار تو اپنے بنش کو کیوں للج دلا رہا ہے کیا تیرے پتا کے بھنڈار میں تیرے اور تیرے بھکشوؤں کیلئے روٹی نہیں جو تو دوار دوار بھیک مانگ رہا ہے؟ اسکے جواب میں بدھ بولا مہاراج پرمیرا اسی میرے

بنش کی یہی ریتی ہے راجہ بولا ہم تو شورویر راجاؤں کے بنش ہیں ہمارے بنش میں کبھی کسی نے بھیک نہیں مانگی۔ اس کے جواب میں بدھ بولا کہ مہاراج آپ راجاؤں کے بنش ہونگے پر میرا بنش تو بدھوں کا بنش ہے جس پرکار پہلے بدھ گن جب جگت میں آئے تو بھیک مانگ کر جیون دھارن کرتے رہے اسی پرکار میں بھی بھیک مانگ کر جیون دھارن کرتا ہوں (ہندو اور بودھ خیال کے مطابق بے شمار بدھ پیشتر دنیا میں آچکے یہ گوتم بدھ آخری بدھ تھا)۔

**محل میں**

راجہ نے اس بات کا جواب نہ دیا اور اس کا دونہ پکڑ کر اسے محل میں لے گیا۔ وہاں کل راج بنشی اہلکار اور نوکر چاکر سب جمع ہو گئے۔ صرف یشودھرہ نہ آئی وہ اپنے دل میں کہنے لگی کہ اگر میں انکی درشٹی میں لائق ہونگی تو وہ مجھ کو ملنے کیلئے آپ میرے ہاں آویں گے۔ سدھارتھ اس بات کو سمجھ گیا اور اپنے دو بھکشوؤں کیساتھ یشودھرہ سے ملنے چلا۔ چونکہ بدھ کی تعلیم میں کسی ارہت کیلئے کسی عورت کو چھونا یا کسی عورت کو اپنے کو چھونے کو دینا منع ہے سو بدھ نے ان سے کہا کہ اگر یشودھرہ اپنے تئیں سنبھال نہ سکے اور آکر مجھے چپٹ جائے تو تم برا نہ ماننا۔

وہاں ایک دل شکن نظارہ تھا۔ جب یشودھرہ نے بدھ کو دیکھا کہ ڈاڑھی۔ مونچھ اور سر منڈا ہوا بھگوے بستر پہنا ہوا ایک بھکشو ہے

تو وہ اپنے کو سنبھال نہ سکی۔ وہ اُس کے چپٹنے کے بجائے اُسکے چرنوں نا۔ اور اُسکے چرنوں کو پکڑ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی پر بدھ ایک اٹل نام از کیطرح وہاں کھڑا رہا۔ اب یشودھرہ نے معلوم کیا کہ دونوں کے درمیان آکاش اور پاتال کا فاصلہ ہے سو اُسکے چرنوں کو چھوڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور ایک جانب ہٹ گئی۔ تب راجہ شدھودن نے سدھارتھ سے بیان کیا کہ کسطرح یشودھرہ اپنے تن من سے اُسی کے پیار میں اتنے برس تک پتی برتا بنی رہی ہے۔ اُس نے سہاگن ہو کر بھی بدھوہ کی طرح ساری سہاگ کی چیزیں تیاگ دی ہیں۔ دن بھر میں صرف ایک بار بھوجن پاتی ہے اور پلنگ بستر چھوڑ کر صرف ایک چٹائی کا ٹکڑا بچھا کر بھومی پر لیٹتی ہے۔ یہ سنکر بدھ نے کہا۔ اس سے پہلے جنم میں یشودھرہ بڑی دھرمی تھی۔ یہ کہکر وہ محل سے چلا آیا۔

**راہل**

اسکے قریب ایک ہفتہ بعد ایکروز یشودھرہ نے اپنے بیٹے راہل کو (جس کی پیدائش پر سدھارتھ گھر چھوڑ کر چلا گیا تھا) عمدہ سے عمدہ لباس پہنا کر کہا کہ پتر اپنے پتا پاس جا اور اُن سے اپنا راج مانگ لے وہ بولا ماں۔ میرا پتا کون ہے۔ میں تو مہاراج کو (شدھودن کو) پتا جانتا ہوں۔ تب یشودھرہ نے محل کے ایک جھروکے سے بدھ کو دکھا کر کہا کہ وہ تیرا پتا ہے جو پیلا کپڑا پہنے ہوئے ہے اور جسکا چہرہ سورج کی طرح چمک رہا ہے۔ اُسکے پاس بڑا دھن ہے جسے ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ راہل بولا۔ ما

بنش نے پتا سے جا کر کیا کہوں؟ وہ بولی کہ یہ کہنا کہ ہے پتا میں تمہارا پتر
بنش ہیں شاکیہ بنش کا ادھیراج بنونگا میں تم سے اپنا راج مانگتا ہوں
کہ اپنا راج مجھے دو۔ یہ کہکر یشودھرہ نے اُسے بدّھ کے پاس بھیجا۔ بالی
یشودھرہ کا مقصد یہ تھا کہ اپنے اس بیٹے کو دیکھکر اور اُسکی ان بھولی بھالی
باتوں کو سنکر بدّھ اپنی فقیری سے شرم کھا کر گھر واپس آویگا۔ لیکن
جب راہل بدھ پاس پہونچا تو اُسکے دل میں کچھ بھی اُمنگ پیدا نہ ہوئی وہ
اُسوقت نیاگرودھ باغ کیطرف جا رہا تھا۔ راہل نے جب وہ باتیں کہیں
تو وہ کچھ نہ بولا بلکہ آگے چلا۔ راہل بھی "ہے پتا اپنا راج مجھے دو" یہ کہتے ہوئے
اُسکے پیچھے ہو لیا جب دونوں نیاگرودھ آرام میں پہنچے تو بدّھ نے کہا پتر
جو راج تو مانگتا ہے وہ ناش ہو جائیگا پر بودھی کے پیڑ کے نیچے جو راج
میں نے پایا وہ کبھی ناش نہ ہوگا۔ وہی راج میں تجھے دیتا ہوں یہ کہکر
اُس نے ایک بھکشو سے کہا کہ اس بالک کو سنگھ میں ملا لو سو فوراً راہل
کا سر منڈوایا گیا اور وہ سنگھ میں لیا گیا اُسوقت اُسکی عمر صرف چھ سال
کی تھی۔

### شاکیوں کا شاگرد ہونا

کہتے ہیں کہ انھیں دنوں سدھارتھ کے
تینوں چچا یعنی شکلودن ستّر ہزار شاکیوں کے
ساتھ درونودن چھیاسٹھ ہزار شاکیوں کیساتھ اور امرتودن پچھتر ہزار
شاکیوں کیساتھ اُپاسک بنے۔ شدھودن بھی پیچھے اُپاسک بنا اور ندگوہ

بالانیا گرودھ باغ کو بدھ کے نام مخصوص کر دیا سو وہاں ایک بہار بنا۔
اُن دنوں میں شاکیوں نے فیصلہ کیا کہ ہر ایک خاندان سے کم از کم ایک جوان نکلکر بھکھو بنے اگرچہ یہ فیصلہ درست نتھا تو بھی جوش میں آکر بہت سے شاکیہ جوان بھکھو بن گئے۔ ان میں سے دیو دت بھی تھا جس نے لڑکپن میں ہنس کے بارہ میں سدھارتھ سے بڑا تقاضا کیا تھا پیچھے یہ دیودت بہت نالائق نکلا اور اُس نے بڑی شرارتیں کیں۔ ان جوانوں میں سے بعض بہت اچھے بھی تھے جو بودھ مذہب کی تواریخ میں بہت مشہور ہو گئے۔ ان میں سے بعضوں کا بیان نہایت دلکش ہے لیکن ہمارے پاس گنجایش نہیں کہ اُن باتوں کو درج کریں۔
ان میں سے درونودن کا بیٹا انیرُدھ پیچھے بودھ مذہب کا ایک بڑا ہادی بنا اور امرتودن کا بیٹا آنند ہمیشہ بدھ کے ساتھ ساتھ رہا اور اوسکے مرتے دم تک اُس کی خدمت کی۔
نند نام ایک جوان کا ذکر ہے کہ جسدن اُس نے شادی کی تھی اُسی دن وہ بھکھو بنایا گیا تھا۔ وہ اپنی بیوی کو اتنا پیار کرتا تھا کہ نیا گرودھ آرام میں اُسکو آرام نہ تھا اور بھاگ بھاگ کر اپنے گھر واپس جانیکی کوشش کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ بدھ نے دنیاوی محبت کی ناپائداری سمجھانے کیلئے نند کو سورگ اور نرک کے نظارہ تک دکھائے اور بڑی مشکل سے اُسے قائل کیا۔

**اُپالی**

کہتے ہیں کہ بُدّھ جب انومہ ندی کے کنارے پر (یعنی اُسجگہ جہاں سے اُس نے گھر چھوڑتے وقت چھنّہ کو رخصت کیا تھا) انوپیہ نام ایک قصبہ کے ایک آم کے باغ میں ٹکا ہوا تھا تو اُسوقت یہ شاکیہ جوان اور بہت سے کولی جوان بھی آکر بھکشو بنے تھے۔ ان جوانوں کا سر منڈنے کے لئے راجہ شدھودن نے اپنی نائی اُپالی کو بھیجدیا تھا سر منڈنے کے بعد ان شہزادوں نے اپنے اپنے زیورات اُتار کر اُپالی کو دے دیا اور نہانے کو چلے گئے۔ تب اُپالی اپنے دل میں سوچنے لگا کہ یہ راجکمار تو سنسار کے بھوگ بلاس، دھن سمپت اور استری پتر کو تیاگ دیکر بھکشو بن رہے ہیں اور میں ان کے ان تیاگے ہوئے گہنوں کو لے رہا ہوں بھلا ان سے مجھ کو کیا سکھ ملیگا؟ ان کو لیکر میں تو اور بھی دُکھ کے جال میں پھنس جاؤنگا پر میں کروں تو کیا کروں؟ اگر میں نیچ ذات نہوتا تو میں بھی اِس اُتم دھرم کو گرہن کرکے اپنے سب بندھنوں کو کاٹتا۔ جب اُپالی اسطرح سوچ رہا تھا تو اُسکے چہرہ پر اداسی کو دیکھکر ایک بھکشو نے اُس سے پوچھا۔ کہ اُپالی! تو کیوں ایسا اُداس ہے؟ اُسنے اُس سے اپنے دل کا حال بیان کیا تب وہ اُسے بدھ کے پاس لے گیا اور بُدھ نے اُسے سنگھ میں ملا لیا۔ یہی پہلا شخص تھا جو چھوٹی ذات میں سے بھکشو بنا۔

**عورتوں کا اُپاسکا بننا**

غالباً انھیں دنوں میں بہت سی شاکیہ

عورتیں اُپاسکا بن گئی تھیں جن میں بدھ کی سوتیلی ماں پرجاپتی دیا مہاپرجاپتی (جس نے بدھ کو پالا تھا) اور یشودھرہ بھی تھیں۔ مگر ابتک بدھ نے کسی عورت کو بھکشونی بننے کا حق نہیں دیا تھا (لفظ اُپاسک کا مونث اُپاسکا ہے)

**شراوستی**

اسکے بعد بدھ پھر راج گرھیہ میں واپس جاتا اور وہاں اپنی دوسری برسات کاٹتا ہے (اُس نے پہلی برسات بنارس میں کاٹی تھی) اُس کے بعد وہ شراوستی میں جاتا ہے جو اُن دنوں کا ایک نہایت مشہور شہر اور کوشل دیش کی راجدھانی تھی۔ پرسین جیت اُن دنوں وہاں کا راجہ تھا۔ وہاں پر اناتھ پنڈک نام ایک نہایت مالدار سیٹھ تھا اُس سیٹھ نے چاہا کہ وہاں پر بدھ اور اسکے بھکشوں کیلئے ایک بہار تعمیر کرے راجہ کے بیٹے جیتا کے پاس ایک عمدہ باغ تھا سیٹھ نے اُس سے اُس باغ کو مول مانگا۔ پر اُس نے کہا کہ اگر اس باغ کی زمین کو اشرفیوں سے ڈھانپ دو تو میں یہ باغ دونگا نہیں۔ تو نہیں۔ سیٹھ نے ایسا ہی کیا اور باغ کو خرید کر وہاں پر ایک بہار بنا دیا چونکہ وہ جیتا کا باغ تھا۔ اس لئے اس بہار کا نام جیت بن بہار ہوا۔ بدھ بہت دفعہ اس بہار میں ٹکتا تھا اور اُس نے یہاں پر اپنے کئی مشہور اُپدیش سنائے۔ شراوستی میں بھی بہت لوگ بھکشو اور اپاسک بن گئے۔ راجہ پرسین جیت بھی اُپاسک بنا۔ یہ ایک اچھا نیک راجہ تھا۔

## ویشالی

بدھ نے اپنی تیسری برسات بھی راج گرھیہ میں کاٹی۔ چوتھے سال ویشالی میں گیا (موجودہ پٹنہ کے دوسری طرف گنگا پار) ویشالی ورجی ریپلک کی راجدھانی تھی اور وہاں لچھوی لوگ حکومت کرتے تھے یہ ایک نہایت عالیشان اور پُر رونق شہر تھا۔ بدھ یہاں پر۔۔ مہابن نام ایک بہار میں رہا۔ کہتے ہیں کہ انھیں دنوں شاکیہ اور کولیوں کے بیچ میں بڑی نااتفاقی ہو گئی تھی۔ بدھ اس خبر کو سنکر آکاش کی راہ اڑتا ہوا کپل وستو میں پہونچا۔ اور دونوں قوموں میں میل کرا کر پھر مہابن میں لوٹ آیا (بودھ مذہب کی کتابوں میں اس قسم کے بہتیرے معجزات کا ذکر ہے)

## شدھودن کی موت

بدھ کی خدمت کے پانچویں سال راجہ شدھودن ۹۷ برس کی عمر میں رحلت کر گیا۔ اس خبر کو سنکر بدھ پھر کپل وستو میں گیا اور دستور کے مطابق اپنے پتا کو پھونک اور اپنے رشتہ داروں کو تسلی دیکر پھر مہابن میں واپس آیا۔

## عورتوں کا بھکھونی بننا

راجہ کی موت کے بعد مہاپرجاپتی بہت سی شاکیہ اور کولی عورتوں کو اپنے ساتھ لیکر بدھ پاس پہونچی اور کہنے لگی کہ ناریوں کو بھی بھکھونی بنائے کہ وہ بھی تیرے نزدیک رہیں اور تجھ سے اپدیش پائیں۔ بدھ بولا ہے گوتمی۔ تم اپاسکا کا سفید بستر ہی پہنے رہو اور پوتر بنو اور دھرم پر چلو

تو وہ شانتی تم پاؤگی جو کبھی جاتی نہ رہیگی۔ سو بدھ نے اُسکی درخواست منظور نہ کی

اسیطرح کئی دفعہ پرجاپتی نے درخواست کی کہ عورتیں بھی سنگھ میں لی جائیں مگر بدھ نے عورتوں کو سنگھ میں لینے سے انکار کیا۔ اِسپر پرجاپتی ایک روز بہت غمگین ہوکر رو رہی تھی۔ آنند نے اُسے روتے دیکھکر اس کے غم کا سبب دریافت کیا اور بدھ سے جاکر کہنے لگا کہ کرپا کرکے ان ناریوں کو بھی سنگھ میں لیجئے۔ تب بدھ بولا۔ آنند تم مجھسے مت پوچھو کہ ناریاں سنگھ میں لیجائیں اور اُنھیں بھی اُپسمپدا دیجائے اور بھکشونی بنائی جائیں۔ اگر ناریاں سنگھ میں آجائینگی تو سنگھ کے نیم ٹوٹ جائیں گے اور سنگھ بگڑ جائیگا۔ اس پر آنند بہت ہٹ کرنے لگا تو بدھ نے اُن کے لئے کئی ایک سخت قوانین بنائے اور جب عورتیں اُن قوانین پر چلنے کو راضی ہوئیں تو اُن کو اُپسمپدا دیکر سنگھ میں لے لیا۔ غالباً اسی موقعہ پر یشودہرہ بھی بھکشونی بنگئی تھی (دیکھو ریس ڈیوڈ صاحب کی کتاب بدھزم صفحہ ۷۷) لیکن آگے دیودت کی شرارتوں کے بیان کے ایک خاص موقعہ سے خیال ہوتا ہے کہ شاید وہ ابتک سنگھ میں نہیں آئی ہوگی عورتوں کی بھکشونی بننے کے بعد بدھ کوشامبی کے پاس ایک پہاڑ پر چلا گیا اور وہاں ایک برسات کاٹی۔

## بمبی سار کی موت

اب ہم بہت سی باتیں چھوڑ دیتے اور آگے بڑھتے ہیں۔ بدھ جگہ بجگہ سفر کرتا اور اپنی تعلیم پھیلاتا رہا۔ بیشمار لوگ اُس کے پیرو بن گئے۔ کتنے مالدار اپنی مال و دولت چھوڑ بھکشو بن گئے۔ کتنے غریب بھی جو کچھ اُن کے پاس تھا وہ بھی چھوڑ چھاڑ کر بدھ کی سنگھ میں مل گئے۔ اگرچہ بدھ تعریف یا شہرت کی پروا نہ کرتا تھا تو بھی چاروں طرف اُسکا ڈنکا بجنے لگا۔

لیکن حسد کہاں نہیں ہے؟ اگرچہ دیودت دیگر شاکیہ جوانوں کے ساتھ اپنا مال و دولت چھوڑ کر ایک طرح کے جوش میں آکر سنگھ میں آ ملا تھا تو بھی روز بروز بدھ کی شہرت پھیلتے دیکھکر سنگھ میں اُسکو خوشی نہ تھی اور وہ حسد کی آگ میں جلنے لگا۔ راجہ بمبی سار کا اجات شترو نام ایک بیٹا تھا۔ دیودت نے اپنا کام نکالنے کیلئے اجات شترو سے دوستی لگائی۔ جب وہ خوب اُسکے چنگل میں آگیا تو اُس نے اُسے صلاح دی کہ اپنے پتا کو قتل کر کے مگدھ دیش کے تخت پر بیٹھ جا۔

اس صلاح کے مطابق اجات شترو نے راجہ بمبی سار کو پکڑ کر قید میں ڈالدیا کہ وہ وہاں بھوکا مر جائے۔ صرف اپنی ماں رانی ویدیہی کو اجازت دی کہ مہاراج سے ملاقات کرے۔ اس پر رانی ویدیہی ہر روز ایک کٹورہ میں تھوڑا سا کھانا چھپا کر لے جاتی اور راجہ کو کھلا کر واپس آتی۔ کسی نے اجات شترو کے کان میں یہ بات ڈالدی۔ تب اجات شترو نے رانی سے کہا

کہ اگر تو پھر اس طرح راجہ کو کھانا پہونچاویگی تو ہیں تجھے جیتی نچھوڑونگا۔
تب رانی نے ایک اور تجویز نکالی۔ وہ اپنے بدن پر کہانے کی چیزوں
کا چورن ملکر اور اپنے ہاتھ کے گھڑا میں تھوڑا پانی بھر کر راجا پاس
جانے لگی اور اسی چورن کو چٹوا کر اور اسی پانی سے جیبھ بھگو کر کئی اور دن
تک اُسے جیتا رکھا۔ مگر کسی نے جاکر اجات شترو کو اس بات کی بھی خبر
کر دی۔ تب اجات شترو نے رانی کو راجہ پاس جانے سے قطعی روک دیا۔
قید خانے سے گدھراکوٹ پہاڑ نظر آتا تھا۔ راجہ بمبی سار قید خانے
کے جھروکے سے اُس پہاڑ پر بدھ کا درشن کیا کرتا تھا اور اس درشن
ہی سے اُسکے جی میں جی پڑ جاتا تھا اور اسطرح سے اُسی کو دیکھ دیکھ کر وہ بے
کہائے پئے بھی کئی دن تک جیتا رہا۔ کسی نے جاکر اجات شترو کو اس
بات کی بھی خبر کر دی۔ تب اُس نے اُس جھروکہ کو اینٹوں سے بند کرا دیا
کہ راجہ بدھ کو دیکھہ نہ سکے اور اُسکے پاؤں کے تلوے کی کھال بھی کھنچوا
دی کہ وہ کھڑا بھی نہ ہو سکے بیچارہ راجہ اب اس عذاب میں موت ہی کا
انتظار کرنے لگا۔

انھیں دنوں میں اجات شترو کے ایک بچہ کی انگلی میں ایک پھنسی
نکل آئی جس کے درد سے بچہ بے حال ہو کر بہت رونے اور چلانے لگا۔
تب اجات شترو نے اُسے اپنی گود میں اٹھا کر بہت چوما اور اس انگلی کو
اپنے منھ میں لیکر اُسکی ساری پیپ چوسکر نکالدی۔ اسوقت رانی ویدیہی

نے کہا۔ پتر۔ جب تو چھوٹا تھا تو تیرے پتا نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ رانی کی اس بات سے اجات شترو چونک اُٹھا اور بہت غمگین ہو کر اپنے اہلکاروں کو حکم دیا کہ جلد مہاراجہ بمبی سار کو قید خانہ سے نکال لاؤ۔ جب وہ اُسے لانے گئے اور راجہ بمبی سار نے بہت سے لوگوں کی آواز سنی تو سمجھا کہ نہ معلوم۔ دُشٹ بیٹے نے اور کیا دکھ دینے کے لئے انھیں بھیجا ہے۔ سو اُس نے دل آزردہ ہو کر جو آہ بھری تو اُسکی جان بھی نکل گئی۔

## دیودت کی دیگر شرارتیں

دیودت نے بدھ کی جان پر بھی ہاتھ کھیلا۔ ایک مرتبہ بدھ جب گردھ کوٹ پہاڑ پر چند شاگردوں کے بیچ میں بیٹھا ہوا تھا تو دیودت نے ایک کل کے ذریعہ سے اُس پر ایک پتھر پھینکا۔ پتھر کو آتے دیکھکر فوراً ایک شاگرد بدھ کو بچانے کے لئے سامنے آگیا اور جاں بحق ہوا۔ بدھ کو بھی کچھ چوٹ پہنچی پر تھوڑے دنوں میں وہ چنگا ہو گیا۔

اس کے بعد دیودت نے ایک اور تجویز سوچی۔ اجات شترو کا ایک نہایت تند ہاتھی تھا۔ دیودت نے اس ہاتھی کے مہاوت کو ایک ہزار اشرفی کا ایک ہار رشوت دیکر کہا۔ کہ جب بدھ نگر میں آئے تو اس پر ہاتھی کو چڑھا دینا۔ ایک روز راجگرہ کے ایک دولتمند نے بدھ اور اس کے بھکشوں کی دعوت کی۔ بدھ جیوں اسکے ہاں جا رہا تھا تو مہاوت نے ہاتھی کو اُس پر چڑھا دیا۔ سب لوگ بدھ کیطرف ہاتھی کو آتے دیکھکر چلا اُٹھے۔

تب بدھ نے پیچھے پھر کر جیوں ہاتھی کیطرف محبت بھری آنکھوں سے دیکھا اور بڑی نرمی سے اُس سے کچھ کہا تو وہ بچہ کیطرح سیدھا اور ملائم بن گیا اور پالو جانور کیطرح اُسکے پیچھے پیچھے چلا۔

جب دیودت بدھ کو مار نہ سکا۔ تو بدھ کی تعلیم کو جھٹلا کر بھکشوؤں کو ورغلانے لگا اور سنگھ میں پھوٹ ڈالدی۔ پر اس میں اُس کی بہت کامیابی نہ ہوئی۔ ادھر راجہ اجات شترو نے اپنے فعلوں سے پچھتا کر دیودت کی صحبت چھوڑ دی اور بدھ کے آگے آکر توبہ کی۔ اگرچہ اُس کی توبہ کامل نہ تھی کیونکہ پیچھے اُس نے بدھ کی تعلیم کے خلاف لڑائیاں کیں تو بھی وہ پہلے کی نسبت بہت سدھر گیا۔

دیودت روز بروز بدی میں ترقی کرنے لگا۔ اُتپل ورنا نام ایک نہایت خوبصورت اور پاک چلن بھکشونی تھی جو شاکیہ قوم کی ایک شریف زادی تھی۔ کہتے ہیں کہ وہ جب سنگھ میں آئی تھی تو اُسکے بدن کی خوشبو سے سنگھ مہک جاتا تھا۔ ایک روز اُتپل ورنا راجہ اجات شترو کے محل کی طرف بھیکھ مانگنے کو جا رہی تھی۔ اتنے میں دیودت وہاں آموجود ہوا جو اب بدھ کے شاگردوں کی صورت ہی سے جلتا تھا۔ اُس نے اُس بیچاری عورت کو اکیلی پاکر جھٹ اُسے ایک مُکا جڑ دیا۔ اسپر اُتپل ورنا نے حلیمی سے کہا کہ تم بھکشونی کو کیوں ستاتے ہو؟ میں بھی تمھاری طرح شاکیہ نسل ہوں اور سنسار کو تیاگ دیا ہے۔ تم میرے ساتھ ایسی سختی مت کرو۔ یہ سُنکر نہ دیودت اوم

بھی زیادہ غصہ ہوگیا اور اُسکے سر میں ایسے زور سے مکا مارا کہ بڑی بھاری
چوٹ آگئی اور اُتپل ورناجیوں تینوں اپنے بہار میں پہونچکر مرگئی۔

ادھر شاکیوں کا کوئی راجہ یا سردار نہ تھا سو شاکیہ چاہتے تھے کہ
یشودھرہ ہی کو گدی پر بٹھائیں (شاید اب تک یشودھرہ بھکشونی نہیں
بن گئی ہوگی) چونکہ دیودت شاکیہ خاندان سے تھا سو اُس نے سمجھا کہ اب
موقعہ ہے کہ جاکر شاکیوں کے تخت پر تخت نشیں ہوں۔ مگر یشودھرہ کو
قابو کئے بغیر یہ امر ممکن نہ تھا سو وہ یشودھرہ کے پاس پہونچا اور اسکا
ہاتھ پکڑ کے پھسلانے لگا کہ تو اب سدھارتھ کی چنتا چھوڑ دے اور میری
رانی بن جا ہم دونوں ملکر یہاں راج کریں گے یشودھرہ اس بات سے
شیرنی کی طرح گرج اٹھی اور اس سے اپنا ہاتھ چھڑا کر کہنے لگی کہ خبردار!
تو مجھے چھوئیگا۔ بے شرم۔ بدمعاش۔ یہ کہکر اُسے جو ایک دھکا مارا تو
وہ لڑھکتا ہوا نیچے زمین پر جاگرا۔

جب شاکیوں کو یہ بات معلوم ہوگئی تو وہ دیودت سے سخت ناراض
ہوگئے۔ تب دیودت اُن کی بڑی منتیں کرنے لگا تب انھوں نے کہا
کہ ہم اس شرط پر تجھے اپنا راجہ بنائینگے جب تو جاکر بدھ مہاراج سے
اپنی اس دشٹتا کی چھما پرارتھنا کرے گا۔ دیودت نے آخر ایسا ہی
کرنے کا وعدہ کیا اور بدھ مہاراج سے معافی مانگنے چلا۔ پر چلتے وقت
اُس نے اپنے ناخنوں میں ایک قسم کا سخت مہلک زہر بھر لیا۔ یہ چکر

کر معافی کے بہانہ سے میں اسکے پاؤں پر گر پڑونگا اور ان زہر بھرے
ناخنوں سے اسکے پاؤں کو ایسا نوچوں گا کہ زہر چڑھکے وہ مر ہی جائیگا
سو دیودت معافی مانگنے کیلئے بدھ کے پاس پہونچا اور ان کے قدموں پر
گر پڑا۔ پر جب اسکے پاؤں کو نوچنے لگا تو بدھ کے پاؤں پتھر کیطرح
سخت ہو گئے اور دیودت کے ناخن ٹوٹ گئے اور وہ اپنے ہی زہر سے آپ
مر گیا کہتے ہیں کہ وہ ایک دم نرک میں جا گرا۔

## پرسین جیت

جیسا ہم پیشتر کہہ آئے ہیں پرسین جیت کوشل دیش کا راجہ
تھا اور شراوستی نگر اسکی راجدھانی تھی۔ وہ اپاسک
بن گیا تھا اور بدھ کو بہت مانتا تھا۔ ادھر شاکیوں کے ہاں ملیکا نام ایک
یتیم لڑکی تھی جو داسی کیطرح رہتی تھی لیکن وہ لڑکی دیکھنے میں نہایت حسین
اور فہم میں نہایت تیز تھی۔ ایک دن ملیکا دوپہر کے وقت اپنے کھانے کی
چیزوں کو لے کر اپنے مالک کے باغ میں گئی کہ وہاں بیٹھکر کھائے۔ اتنے
میں دیکھا کہ بدھ مہاراج بھیک مانگنے کے لئے وہاں سے لانگھ رہے
ہیں۔ تب اسکے دل میں آیا کہ اپنا بھوجن بدھ مہاراج کو دیدوں۔ پر سوچنے
لگی کہ میں تو ایک داسی لڑکی ہوں۔ کیا بدھ بھگوان میرے ہاتھ کا بھوجن
گرہن کرینگے؟ بدھ نے اسکی تمنا معلوم کر کے اس کی طرف اپنا ودہ بڑھا
دیا اور لڑکی نے اپنے دل میں یہ منت مانتی ہوئی اپنا بھوجن اس کے ودہ
میں ڈالدیا کہ بدھ بھگوان کی بخشش سے میں اس داسی پن سے چھوٹ جاؤں

ایک دن راجہ پرسین جیت کپل وستو میں آیا۔ اُس نے اُس لڑکی کو دیکھا اور کئی باتوں میں اُسکی تیز فہمی کو بھی معلوم کیا۔ تب اُس نے شاکیوں سے اس لڑکی کو مانگا اور اُسے لیکر اپنی رانی بنا لیا۔ یوں شاکیوں کی داسی کوشل دیش کی مہارانی بن گئی۔

ملیکا کے گربھ سے ورودھک نام ایک لڑکا پیدا ہوا جب بڑا ہوا تو امبارش نام ایک برہمن جوان اُسکا دوست بنا۔ امبارش اُسکو اُسی طرح کی صلاح دینے لگا جس طرح دیودت اجات شترو کو صلاح دیتا تھا چنانچہ ایک دن جب راجہ پرسین جیت بدھ کے درشن کو گیا ہوا تھا تو امبارش کی صلاح سے ورودھک اُسکے سنگھاسن پر چڑھ بیٹھا۔

راجہ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو وہ اپنی جان کو بچانے کے لئے اپنے دیش سے بھاگ نکلا۔ راستہ میں اُسے اپنی دو رانیاں ملی۔ یعنی ملیکا اور ورشکا جو اُسکے ساتھ چلنے کو تیار ہو کر آئی تھیں۔ راجہ نے ملیکا سے کہا کہ تو اپنے پتر کے پاس لوٹ جا۔ وہ تیرا پتر ہے وہ تجھے کچھ نہ کہیگا سو ملیکا لوٹ گئی۔ تب راجہ ورشکا کے ساتھ چلتے چلتے بہت دنوں میں آخر راجگر حصیہ میں آپہونچا اور شہر سے باہر ایک باغ میں ٹھہر گیا اور وہاں سے ورشکا کو بھیجدیا کہ راجہ اجات شترو کے پاس جاکر اُس کی خبر دے۔ جب ورشکا نے جاکر اجات شترو سے بیان کیا کہ راجہ پرسین جیت ایک باغ میں ٹکا ہوا ہے تو وہ بہت ڈر گیا کیونکہ پرسین جیت ایک نہایت

بہادر راجہ تھا اور اُس نے سمجھا کہ کہیں وہ پلٹن لے کر اسکی راجدھانی پر چڑھنے نہ آیا ہو۔ لیکن جب ورشکار نے سب حال بیان کیا تو اسکا خوف جاتا رہا اور اُس نے اپنے اہل دربار کو حکم دیا کہ راجہ پرسین جیت کے استقبال کیلئے تیاری کرو۔

ادھر استقبال کی تیاری ہو رہی تھی۔ اُدھر راجہ پرسین جیت جو بہت ضعیف تھا اور بہت بھوکا پیاسا اور تھکا ماندہ تھا اُس باغ میں بیٹھے بیٹھے آخر بے دل ہو گیا اور مارے بھوک کے نزدیک کے ایک کھیت میں گھسکر کچھ شلغم اکھیڑ کر کچے ہی کھا گیا اور ایک ٹوبہ میں سے پانی پی لیا پانی پینا ہی تھا کہ اسکے پیٹ میں سخت درد اُٹھا اور ہاتھ پاؤں اکڑ کر راستہ کے کنارے گر پڑا اور دم دیدیا۔

جب اجات شترو بڑی دھوم دھام سے راجہ کو لینے کیلئے باغ میں پہنچا تو دیکھا کہ راجہ وہاں ہے ہی نہیں۔ تب چاروں طرف اُسکی ڈھونڈھ ہونے لگی پر تھوڑی ہی دیر میں اُسکی لاش مل گئی جو گرد اور مٹی میں اَٹ رہی تھی تب راجہ اجات شترو اُسے اُٹھا کر لے گیا اور راجاؤں کے دستور پر بڑی دھوم دھام سے اُس کی گتی کی گئی۔

## شاکیوں کی بربادی

کہتے ہیں کہ راجہ پرسین جیت اور بدھ ہمعمر تھے۔ سو بدھ بھی ضعیف ہو گیا۔ اُس کے بہت سے شاگرد اور اسکی سوتیلی ماں مہا پرجاپتی پیشتر ہی گذر چکے تھے۔

کہتے ہیں کہ مہا پرجاپتی اپنی فوت کے وقت ۱۲۰ برس کی تھی مگر جوانی اُسکے
بدن پر جیسے کی تیسی بنی ہوئی تھی ایک بال تک سفید نہ ہوا تھا۔
وردودھک نے تخت نشین ہوتے ہی اپنے برہمن دوست امبارش کو
اپنا منتری بنایا۔ منتری نے اُسے صلاح دی کہ مہاراج شاکیوں پر
چڑھ جائیے۔ اس صلاح سے وردودھک ایک بڑی فوج لیکر شاکیوں پر
چڑھ نکلا۔ بدھ اُسوقت اُسی کی راجدھانی شراوستی میں تھا اُد
وردودھک کی پلٹن کے کپل وستو میں پہونچنے سے پیشتر ہی کپل وستو
میں جا موجود ہوا۔ بدھ کی آمد کی خبر سے تمام شاکیہ اُسسے ملنے کے لئے
نیاگرودھ آرام میں اکٹھے ہو گئے اور بدھ نے انھیں بہت نصیحتیں
دیں۔ اُن نصیحتوں سے شاکیوں نے فیصلہ کیا کہ جس حالت ہم سب بدھ
مہاراج کے پیرو بن گئے ہم پر کچھ ہی کیوں نہ بیتے ہم اپنے دشمنوں پر ہتھیار
نہ چلائینگے اور اگر ہم میں سے کوئی ہتھیار چلائیگا تو وہ شاکیوں میں سے
نکال دیا جائیگا۔

وردودھک جب کپل وستو کے قریب پہونچا تو اُسکے منتری نے اُس
سے کہا کہ مہاراج چڑھ جائیے یہ شاکیہ لوگ سب دھرمی بنگئے ہیں وہ
جیو ہنسا نہ کریں گے یہانتک کہ ایک کالے گبریلے کو بھی نہ مارینگے سو آپ
ان پر بے کھٹکا چڑھ جائیے اور انھیں ناش کر دیجئے۔ پس وردودھک
کپل وستو پر چڑھ گیا۔ لیکن کپل وستو میں اُسوقت چمپک نام ایک

شاکیہ تھا اور جسوقت شاکیوں نے مذکورہ بالا فیصلہ کیا تھا کسی کام کے سبب
باہر گیا ہوا تھا اور اُسکو وہ فیصلہ معلوم نہ تھا۔ سو جب ورودھک نے کپل وستو
پر چڑھائی کی تو چپک اُسکے مقابلہ میں نکل آیا اور اُس اکیلے نے ورودھک
کی پلٹن کو تحس نحس کر ڈالا۔ لیکن جب شاکیوں کو اس بات کی خبر ملی تو
گو چپک نے اپنی لاعلمی کا بیان کیا تو بھی اُنھوں نے اُسکو اپنی قوم میں سے
نکالدیا اور شہر کے پھاٹک بند کرکے سب باحفاظت اندر بیٹھے رہے۔

جب ورودھک نے دیکھا کہ شاکیہ لڑنے کو نکلتے ہی نہیں تو اپنے منتری
کی صلاح سے اُنھیں کہلا بھیجا کہ ہے شاکیہ لوگو! تم سے میرا کوئی بیر نہیں
جو ہونا تھا سو ہو چکا میری ہی پلٹن ماری گئی۔ اب پھاٹک کھولدو اور آؤ
ہم آپس میں میل ملاپ کرلیں۔ اس بات کو سنکر شاکیہ بہت پس و پیش کرنے
لگے۔ کہتے ہیں کہ اُسوقت مار یعنی شیطان جسے بدھ نے بودھی کے پیڑ کے
نیچے شکست دی تھی اب اپنا بدلہ لینے کیلئے شاکیوں کے ایک مکھیہ میں
گھس گیا اور اُس مکھیہ کے کہنے پر اُنھوں نے پھاٹک کھولدیا۔ پھاٹک
کھولنا ہی تھا کہ ورودھک نگر میں داخل ہوگیا اور داخل ہوکر سخت خونریزی
کی جس شاکیہ کے گھر میں اُسکی ماں داسی کا کام کرتی تھی صرف اُسکے کہنے پر چند
شاکیوں کو بھاگ جانے کی اجازت دی۔ باقی شاکیہ عنقریب سب کے سب قتل
کئے گئے جن کا شمار ستر ہزار تھا۔ پر شاکیوں نے اپنے بچاؤ کے لئے انگلی
تک نہ ہلائی۔

## ورودھک کا انجام

اِسکے بعد ورودھک پانچسو جوان لڑکوں اور پانچسو جوان لڑکیوں کو اسیر کر کے اپنی راجدھانی کو لوٹ آیا مگر منتری کے کہنے سے اُس نے اُن پانچسو جوان لڑکوں کو ایک گڈھے میں ڈالکر لوہے کی چادر سے اُس گڈھے کا منہ بند کر دیا۔ کہتے ہیں کہ اسوقت بدھ نے اُنکو درشن دیکر اُنہیں بڑی تسلی دی اور وہ اطمینان کے ساتھ اُس گڈھے میں دم گھٹ کر مر گئے۔ اسکے بعد ورودھک نے چاہا کہ لڑکیوں کو اپنی حرم سرائے میں ڈالدے پر جب لڑکیوں نے وہاں جانے سے انکار کیا تو اُن کو ایک تالاب کے پاس لیکر اُنکے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے۔ کہتے ہیں کہ بدھ نے اُنکو بھی درشن دیکر تسلی دی اور وہ بھی بدھ کی تعلیم پر ایمان رکھتے ہوئے جاں بحق ہوئیں۔

اسکے بعد ورودھک نے جیتا کو بھی قتل کیا جس سے باغ مول لیکر اناتھ پنڈک نے جیت بن بہار تعمیر کیا تھا۔ جیتا کے قتل ہونے کے بعد بدھ نے پیشینگوئی کی کہ سات دن کے اندر ورودھک اور اُسکا منتری لمبارش جل کر مر جائینگے جب ورودھک کو اس پیشین گوئی کی خبر ملی تو وہ بہت گھبرا گیا لیکن اُسکے منتری نے اُسے تسلی دیکر کہا کہ مہاراج! کچھ چنتا نہ کیجئے۔ ابھی تالاب کے اندر ایک محل کھڑا کیا جائے اور سات دن تک آپ اُس محل میں براجمان رہئے نہ وہاں کوئی آگ لیجائیگا اور نہ جلنے کا ڈر رہے گا۔ آپ کا راج بھوگ بھی وہاں پکا پکایا منگوا لیا جائیگا۔ پس منتری کے کہنے پر اُسیوقت شاہی تالاب

کے اندر ایک محل تعمیر کیا گیا اور ورودھک اپنی رانیوں چند نوکروں اور منتری کو لے کر اُس تالابی محل میں جاکر سکونت پذیر ہوا۔ جب ساتواں دن آیا اور محل ۔۔۔۔ بسلامت رہا تو راجہ اُس تالابی محل سے اپنے اصلی محل میں واپس آنے کی تیاری کرنے لگا۔ اتنے میں کسی نے اتفاق سے ایک آئینہ کو لیکر ایک گدیلہ پر رکھدیا۔ اگرچہ پہلے آسمان پر ابر چھا رہا تھا لیکن اُسیوقت آسمان صاف ہوگیا اور جیوں سورج کی کرن اُس آئینہ پر پڑی تو فوراً اُس گدیلہ میں آگ لگ گئی اور اُس آگ سے وہ تالابی محل جل اُٹھا۔ نوکر چاکر اور عورتیں تو کود پھاند کر وہاں سے نکل پڑے پر راجہ اور منتری کو نکلنے کیلئے دروازہ ہی دکھائی نہ دیا بس دونوں کے دونوں جلکر خاک ہو گئے۔

**امبّہ پالی** بدھ اب بہت ضعیف ہو گیا۔ اُس نے اپنی چوالیسویں برسات شراوستی کے جیت بن بہار میں کاٹی وہاں سے راجگرھیہ واپس آیا اور کچھ دن گردھر اکوٹ پہاڑ کے ایک گپھے میں رہا وہاں سے موجودہ پٹنہ کے پاس گنگا پار ہو کر ویشالی میں پہونچا اور ایک آم کے باغ میں رُکا۔

یہ آم کا باغ امرہ پالی یا امبّہ پالی نام ایک عورت کا تھا۔ امبہ پالی اُسوقت ایک نہایت خوبصورت جوان عورت تھی۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ اُسکو خوبصورت دیکھکر ویشالی کے لوگوں نے اُسے بُری زندگی کیلئے

مخصوص کیا تھا۔ سو وہ ایک فاحشہ کی زندگی بسر کر رہی تھی۔ مگر وہ ایک عام فاحشہ بھی نہ تھی۔ راجہ مہاراجہ تک اُسکے ہاں آتے تھے۔ سو اُسکے پاس بڑی دولت تھی

پر اس زندگی میں اُسکو خوشی نہ تھی۔ اُس نے جب سُنا کہ بدھ اُسکے باغ میں آیا ہے تو بہت سی عورتوں کیساتھ اُسکے درشن کو نکلی اور بدھ کے چرنوں پر ماتھا ٹیک کر ایک طرف بیٹھ گئی۔ بدھ نے اُسکو اپدیش دیا تو اُسکا دل بدل گیا اور وہ ہاتھ جوڑ کر بڑی بنتی سے کہنے لگی کہ ہے بھگوان! کرپا کر کے اس پاپن کی جھونپڑی پر بھی اپنے چرنوں کا دھول دیجئے اور وہیں پر آپ اور آپکے سب سنت گن بھوجن بھی پائیے۔ بدھ نے اُسکی دعوت قبول کر لی۔

اتنے میں بدھ کی آمد کی خبر پا کر ویشالی کے لچھوی لوگ یعنی سنت فا اور حکما اپنی اپنی رتھوں پر سوار ہو کر بڑی دھوم دھام سے اُسکے استقبال کو آئے اور اُنھوں نے بھی بدھ اور اُسکے سب شاگردوں کو دعوت دی چونکہ بدھ نے امبہ پالی کی دعوت منظور کر لی تھی سو لچھویوں کی دعوت نامنظور کی۔ اس پر لچھوی بڑے مایوس ہو کر امبہ پالی سے کہنے لگے کہ اگر تو بھگوان جی کو ہمارے ہاں جانے دیگی تو ہم تجھکو ہزار اشرفی دینگے امبہ پالی بولی۔ تم اپنی ہزار اشرفی اپنے ہی پاس رکھو۔ اگر تم اپنے راج کا سارا دھن بھی دیدو گے تو بھی میں بھگوان جی کو تمھارے ہاں جانے نہ دونگی۔

سو بدھ نے امبہ پالی فاحشہ کے ہاں بھوجن کیا جو ہند کے خیال میں ایک تیرتھ پرستش کیلئے روانہ تھا۔ اسکے کئی مہینے بعد اپنا سارا مال و دولت چھوڑ کر امبہ پالی بھکشونی بنی۔ تھیری گاتھا نام بودھ مذہب کی ایک کتاب میں جو پالی زبان میں ہے بہت سی بھکشونیوں کے اُنکے اپنی ہی نسبت بنائے ہوئے بھجن ہیں۔ اُس کتاب میں امبہ پالی کا بھی ایک بھجن ہے جس میں اُس نے اپنی جسمانی خوبصورتی کے بے حقیقت ہونے کا بیان کیا۔

## مہاپری نروان

بدھ کی موت کو مہاپری نروان کہتے ہیں۔ بدھ ویشالی سے بیلوگا نام ایک گاؤں میں گیا جو اُسی ریاست کے علاقہ میں تھا۔ وہاں اُسنے اپنی خدمت کی پینتالیسویں برسات کاٹی۔ اُسوقت اُسکی عمر ۸۰ برس کی تھی۔ اُس برسات کے ایام میں وہ بہت سخت بیمار ہو گیا۔ برسات کے بعد جب ذرا آرام ہوا تو آگے بڑھا اور ہر کہیں شاگردوں کو اُسکی تعلیم پر قائم رہنے کی نصیحت دینے اور یہ کہنے لگا کہ تین مہینے کے اندر تتھاگت گذر جائیگا۔

وہ چلتے چلتے پاوا نام ایک قصبہ میں پہونچا۔ وہاں پر چُندا نام ایک سنار نے اُسکی اور اُسکے بھکشوؤں کی دعوت کی۔ عام قصہ کے مطابق چُندا نے اُن کیلئے چاول اور سؤر کا گوشت پکایا تھا۔ بدھ کی تعلیم کے مطابق جیو ہتیا ناروا ہے لیکن کھانے کے لئے جو کچھ بھکشوؤں کے دونہ میں ڈالدیا جاتا یا اُنکے آگے رکھا جاتا تھا بلا امتیاز اُسے کھانے کی اجازت تھی سو چُندا

کے ہاں بدھ اور آسکے بھکشوؤں نے سؤر کا گوشت بھی کہایا۔ بدھ بیمار
تو پہلے ہی سے تھا اب سؤر کا گوشت کہانے سے اُسکو خون کے دست
لگ گئے۔

(بعض عالم اس سور کے گوشت کے قصہ پر شک کرتے ہیں دیکھو
ریس ڈیوڈ کی کتاب بدھ ازم صفحہ ۸۰ ایک تبتی کتاب کے مطابق وہ صرف لذیذ
کہانا تھا دیکھو رک ہل کی سرگذشت بدھ صفحہ ۱۳۳ ان دنوں کے
شمالی ہند کے سنار لوگ سؤر کے گوشت سے پرہیز کرتے ہیں۔ اُن
دنوں کی بابت ہمیں خبر نہیں)

خیر کچھ ہی ہو اسکے بعد بدھ نے آنند سے کہا کہ چلو ہم کُشی نگر
کو جائیں (جو موجودہ کاسیہ نام قصبہ ہے) سو وہ آنند کے ساتھ چل پڑا
لیکن اُس سے چلا تو جاتا نہ تھا چلتے چلتے راستہ میں ککُٹھا نام ایک
چھوٹی ندی آئی (جو گنڈک ندی کی ایک شاخ تھی پر اب سوکھ گئی ہے)
یہاں پہونچکر بدھ نے کہا کہ آنند! میری پیٹھ میں بڑا درد ہو رہا ہے۔
میں تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتا ہوں آنند نے بدھ کا چوغہ چار تہ کر کے
اُسے اُس پر لٹا دیا۔ اب بدھ نے کہا کہ میں پیاسا ہوں۔ آنند اُس
ندی میں پانی لینے گیا پر اُسیوقت اُسی ندی میں سے پانچسو گاڑیاں
گذر گئی تھیں سو پانی گدلا ہو گیا تھا۔ وہ اپنا دونہ بھر کے وہی گدلا پانی
لایا اور بدھ سے کہا کہ آگے ہرنیہ وتی ندی آویگی وہاں چلکر آپ جل

پی لینا۔ اس جل سے صرف ہاتھ منھ دھو لیجئے۔ بدھ نے ایسا ہی کیا اور
ایک پیڑ کے نیچے دھیان میں مگن بیٹھا۔ اسوقت اسکے چہرہ سے ایک
عجیب جوتی (نور) نکل رہی تھی جس کو دیکھا آنند بہت حیران ہوا اتنے
میں پُکّسنکا نام ایک شخص وہاں آموجود ہوا اور اُس نے بھی اُس جوتی کو
دیکھا بعد دھیان کے پُکّسنکا بھی بدھ کا شاگرد بنا۔

وہاں سے چلکر بدھ اور آنند ہرنیہ وتی کے کنارے پر پہنچے۔ یہ
بھی ایک چھوٹی ندی تھی۔ بدھ نے ہرنیہ وتی میں اشنان کیا اور دوسری
طرف ہوکر آنند سے کہا۔ کہ چُند لے سے کہنا کہ وہ اپنے من میں اس بات
کا شوک نہ کرے کہ اس کے ہاں بھوجن پاکر میں اب اس سنسار سے
چل بسا ہوں آگے کو یہ دو بھوجن اُتّیش سمجھے جاوینگے ایک تو جو سجاتا
نے مجھے دیا تھا اور جسے کھا کر میں نے نروان کو پراپت کیا تھا اور دوسرا
جو چُندا کا دیا ہوا ہے جسکو کھا کر اب میں پری نروان کو پراپت کرنے
پر ہوں۔

یہ کہکر پھر آنند کے ساتھ آگے چلا۔ پھر راستہ میں بیٹھ گیا اور آنند
نے اُسے لٹا دیا۔ تھوڑی دیر آرام کرکے پھر روانہ ہوا اور شام کیوقت
کُشی نگر کے باہر ایک باغ میں پہونچا اور دو سال کے پیڑوں کے بیچ میں اُتر
کیطرف سر رکھکر دہنی کروٹ لیٹ گیا۔ اتنے میں دیگر بھکشو بھی وہاں آموجود
ہوئے۔ بدھ نے اُسی حالت میں لیٹے لیٹے اُن بھکشوؤں کو اُن کے

فرائض کی نسبت بہت سی نصیحتیں دیں اور کہا کہ رات دو پہر کے وقت میں
چل بسونگا اس بات کو سنکر آنند بہت رونے لگا۔ تب بدھ نے اُسے تسلی
دیکر کہا۔ کہ آنند! مت رو۔ کیا میں نے تم سے نہیں کہا کہ جو کچھ ہمارے من کو
بھاتے ہیں اور جنھیں ہم بہت پیار کرتے ہیں اُن سب سے ہمیں جدا ہونا ہے۔
جو جنما ہے اُسے مرنا بھی ہے۔ آنند! اتنے دن تم میرے ساتھ رہے ہو اور
تن من سے تم نے میری سیوا کی تم نے اچھا کیا۔ اب اس مارگ میں چلتے ہو
تو جینے کی اچھا سے جو اگیان کا بندھن ہے چھوٹ جاؤ گے۔

رات بہت بیت گئی۔ اتنے میں کشی نگر سے ایک پنڈت بدھ سے کچھ
سوال پوچھنے کو آیا۔ آنند نے دیکھا کہ یہ سوال کا وقت نہیں۔ سو اُس نے
پنڈت کو روکا۔ مگر بدھ نے جب اُنکی باتیں سنیں تو پنڈت کو اپنے پاس
بلایا۔ پنڈت اُنکے آگے چند ایک فلسفانہ سوال پیش کرنے لگا۔ بدھ بولا۔
ان پرشنوں کا اب سمے نہیں میں تمھیں اپنا دھرم بتاتا ہوں۔ یہ کہکر اُسنے
اُسے آریہ ستیہ اور اشٹانگک مارگ بتایا۔ تب برہمن بھی بدھ کا شاگرد بنا۔

اس کے بعد بدھ نے آنند سے کہا کہ یہ نہ سمجھو کہ ہمارا شاشک (اُستاد)
چلا گیا ہے اور اُسکا بچن ختم گیا ہے۔ میرے پیچھے دھرم اور ونائیں (یعنی بھکشوؤں
کی شرع) جو میں نے تمھیں سکھایا وہی تمھارے شاشک ہوں گے۔
اس کے بعد جتنے بھکشو وہاں موجود تھے اُن سبھوں سے کہا کہ اگر تمھارے
من میں اب بھی کوئی شنکا رہ گئی ہو تو مجھسے پوچھو پر کسیکے من میں کوئی

شتنکا نتھی۔ سو سب خاموش ہو رہے۔ تب بدھ بولا کہ بھکشو! اب میں تمھیں یہ جتائے دیتا ہوں کہ سب پدارتھ جو پنچ سکندھ سے بنے ہوئے ہیں۔ ان کا ناش ضرور ہے (یعنی عناصر سے بنی ہوئی چیزوں کا زوال لازمی ہے) سو تم من لگا کر اپنی مکتی کے کام کیئے جاؤ۔ یہ کہکر بدھ خاموش ہو گیا اور تھوڑی دیر میں اپنا دم دے دیا۔

کشی نگر کے مّلوں نے بڑی دھوم دھام سے اُسکے بدن کو جلا دیا بعدکو اُسکی راکھ آٹھ حصوں میں تقسیم کی گئی اور مختلف ریاستوں میں دفن کرکے ان پر ستوپہ (یعنی یادگاریں) کھڑی کی گئیں۔

---

**چند باتیں**

(۱) بدھ ایک تواریخی شخص تھا۔ اگرچہ قدیم ہند کی تواریخی واقعات کے ٹھیک ٹھیک وقت کا پتہ لگانا دشوار ہے تاہم بہت تحقیقات اور جستجو کے بعد زمانۂ حال کے علما ۵۵۷ قبل از مسیح کو بدھ کی پیدائش اور ۴۷۷ ق م کو بدھ کی فوت کا سنہ قرار دیتے ہیں

(۲) اگر معجزہ ناممکن نہیں تاہم بڑے لوگوں کی عظمت کو بڑھانے کیلئے عموماً اُن کے معتقد بے شمار قصہ کہانیاں ایجاد کرکے انکی سرگذشت میں ملا دیتے ہیں بلکہ مؤرخ کو انھیں قصوں کی آڑ سے ایسے لوگوں کی حقیقی سرگذشت نکال لینی پڑتی ہے۔ بدھ کی کتھا میں اس رسالہ میں جن باتوں کا بیان کیا گیا اگرچہ وہ سب بودھ مذہب کی کتابوں کے

مطابق ہیں تاہم اس بات کو دکھانے کی کوشش نہیں کیگئی کہ اُن میں سے کون کونسی باتیں تواریخی حقیقت سے بعید اور کون کونسی باتیں تواریخی حقیقت پر مبنی ہیں۔ اگر ناظرین اس امر کی تلاوت کرنا چاہتے ہیں تو اس رسالہ کو چھوڑکر اُن عالموں کی تصنیفات کا ملاحظہ کیجیے جو بال کی کھال اُتار کر ہر بات کی نکتہ چینی پر کمربستہ ہیں۔

(۳) اگرچہ چار آریہ ستیوں کا پرچار بدھ کے پیغام کا مقصد تھا اور اسلئے اُس نے کسی معبود کی عبادت کی خاص تعلیم یا ترغیب نہیں دی تاہم اسکے مرنے کے بعد اُسکے شاگردوں نے رفتہ رفتہ اُسی کو ایک معبود بنالیا بلکہ سب سے اعلیٰ ترین معبود۔ یوں اُنھوں نے ہندوستان کو اور ہندوستان کے آس پاس کے ملکوں کو بدھ کی مورتوں سے بھر دیا۔ جب اسی طرح مورتی پوجا میں ہندو مذہب اور بودھ مذہب میں چنداں فرق نہ رہا تو موجودہ ہندو دھرم کے پرچارکوں نے ہند کے بودھوں کو دوبارہ ہندو مذہب میں ملا لینے کی خاطر اپنے دیگر اوتاروں کے ساتھ بدھ کو بھی ایک اوتار قرار دیا اور وشنو کی اوتاروں کے سلسلے میں اُسے نواں اوتار رکھا مگر بدھ کی تعلیم میں نہ تو ویدک کرم کانڈ کی حاجت ہے اور نہ ہی ذات پات کا تفرقہ ہے۔ سو جب ہندوستان میں بودھ مذہب پھیل گیا تھا تو ویدک کرم کانڈ اور ذات پات کے تفرقہ پر سخت ضرب پہونچی تھی اسلئے اُن دنوں کے پنڈتوں نے

بدھ اور اُسکے شاگردوں کو ناستک قرار دیا تھا لیکن جب بودھ مذہب کے زوال کے دنوں میں دوبارہ ہندو مذہب کا عروج ہوا اور اس ناستک بدھ کو اوتار قرار دیے بغیر ہندو مذہب کو سلامتی کے ساتھ دوبارہ کھڑا کرنا غیر ممکن معلوم ہوا تو اُن دنوں کے پنڈتوں نے ایک عجیب حکمت نکالی۔ اُنھوں نے کہا کہ پاپیوں کو ناش کرنا وشنو بھگوان کے اوتار لینے کی ایک خاص غرض ہے سو وشنو بھگوان نے بدھ روپ سے پرگٹ ہو کر لوگوں کو جو بڑے پاپی تھے وید مارگ اور ورن آشرم دھرم یعنے ذات پات کے دھرم سے بھرشٹ کر کے اُن کو ناش کیا ہے۔ سو بدھ موجودہ ہندو خیال کے مطابق وشنو بھگوان کا ناستک اوتار ہے۔

(۴) ہندوستان میں ہندو مذہب کے دوبارہ عروج سے ہندوستان سے بودھ مذہب ظاہر اًرفتہ رفتہ معدوم ہی ہو گیا۔ اب کسی ہندو مندر میں یا تیرتھوں میں دیگر اوتار اور دیوتاؤں کے ساتھ بدھ کی پرستش نہیں ہوتی ہے یہاں تک کہ بدھ گیا کے اُس بڑے مندر کی بودھ مورتوں کے نام بھی بدل کر ہندو معبودوں کے نام رکھے گئے۔ لیکن تو بھی اگر غور و خوض کے ساتھ ہندو مذہب کی تعلیمات کی تلاوت کیجائے تو معلوم ہوگا کہ موجودہ ہندو مذہب کی تعلیمات میں بودھ مذہب کی تعلیمات بڑی تاثیر کے ساتھ ملی ہوئی ہیں۔ خاصکر اہنسا کی تعلیم جو اب ہندو مذہب کا ایک نہایت بڑا اصول ہے صاف صاف بودھ مذہب کی

تعلیم ہے۔ ویدک کرم کانڈ میں اہنسا پرمو دھرمہ موجود نہیں۔

(۵) مسیح کی سرگذشت اور بدھ کی سرگذشت کا مقابلہ کرنے سے چند ایسی باتیں نظر آتی ہیں جو دونوں سرگذشتوں میں کسی قدر یکساں دکھائی دیتی ہیں۔ مثلاً

(۱) مسیح کی معجزانہ پیدائش کنواری مریم سے اور روح القدس کی تاثیر سے۔ بدھ کی بھی معجزانہ پیدائش اسکی ماں کا راجہ سے بتیس مہینہ تک الگ رہنے اور ایک آتما کے آویش یا روح کی تاثیر سے۔

(۲) مسیح کا سفر میں بیت لحم کی سرائے میں پیدا ہونا۔ بدھ کا بھی سفر میں لمبنی نام ایک باغ میں پیدا ہونا۔

(۳) پیدائش کے بعد مسیح کا ہیکل میں لایا جانا۔ پیدائش کے بعد بدھ کا یکش کے مندر میں لایا جانا

(۴) ضعیف شمعون کی پیشینگوئی۔ ضعیف اسِت رشی کی پیشینگوئی۔

(۵) مسیح کا چالیس دن تک بیابان میں رہنا۔ بدھ کا چھ برس تک اُرُو وِلوا کے جنگل میں رہنا۔

(۶) شیطان سے مسیح کی آزمائش۔ مار سے بدھ کی آزمائش۔

(۷) مسیح پر کھاؤ پیو کا الزام لگایا جانا۔ بدھ پر بھی یہی الزام لگا کر اُسکے پانچ شاگردوں کا بنارس کو بھاگ جانا۔

(۸) مسیح کا دو دو کرکے ستّر شاگردوں کا بھیجا جانا بدھ کا دو دو

کرکے ساٹھ بھکشوؤں کا بھیجا جانا۔

(۹) مسیح کا گنہگار اور محصول لینے والوں سے جن سے لوگ نفرت رکھتے تھے آشنائی اور اُن کے گھر کھانا کھانا۔ بدھ کا بھی رذیل لوگوں کو شاگرد بنانا اور اُن کے گھر کھانا کھانا۔

(۱۰) مسیح کا سامری عورت، مریم مگدلینی اور چند عورتوں سے جو نیک نام نہ تھیں مہربانی کا برتاؤ اور اُن کو شاگرد بنانا۔ بدھ کا امبہ پالی کی مہمانی قبول کرنا اور اُسکو شاگرد بنانا۔

(۱۱) مسیح کا مرتے وقت ایک تائب قزاق ڈاکو کو نجات دینا۔ بدھ کا مرتے وقت ایک پنڈت کو جو اُس سے فلسفانہ بحث کرنے آیا تھا چار آریہ سچائیوں کی تعلیم دیکر شاگردوں میں ملا لینا وغیرہ۔ مسیح اور بدھ دونوں کی سرگذشتوں میں ان مشابہت کی باتوں کو دیکھ کر ان دونوں طرح طرح کی جستجو کیجاتی ہے۔ بعض جو بودھ مذہب کی فوقیت مسیحی مذہب پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں اُنکے گمان میں مسیح کی پیدائش سے پیشتر فلسطین وغیرہ ملکوں میں بودھ مذہب کی منادی ہو چکی تھی سو اسلئے انجیل نویسوں نے بدھ کی سرگذشت کے رنگ سے مسیح کی سرگذشت بھی رنگ لی ہے۔ ادھر کئی ایک مشہور مغربی علما کی یہ رائے ہے کہ بدھ کی جن سرگذشتوں میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں وہ سب کے سب مسیح کے بعد تصنیف کی گئیں۔ چونکہ پہلی ہی صدی عیسوی میں مسیحی مذہب کی منادی مشرق کیطرف بھی ہو چکی تھی جیسا کہ روایت ہے کہ توما رسول

ہندوستان میں آیا تھا۔ سو ممکن ہے کہ بودھ مصنفوں نے مسیح کے بیان کے رنگ سے بدھ کی سرگذشت کو بھی رنگنے کی کوشش کی ہوگی۔ ہم ان دونوں فریقوں کے عالموں کی بحث میں دست اندازی کرنا مناسب نہیں سمجھتے ہیں۔ ہمارے ناقص خیال میں بدھ اور مسیح دونوں مشرقی استاد تھے۔ سو دونوں کے بیان میں چند یکساں باتوں کا ہونا ناممکن نہیں۔ مسیحی مذہب کا مرکز صلیب ہے۔ بودھ مذہب کا مرکز بودھی کا پیڑ ہے جسکے نیچے بودھی سمبودھی کی آمد سے بدھ پر نروان کا بھید کھولا گیا۔ جس زمانہ کی خاصیت مادی تہذیب ہے اور مختلف مذاہب کا مرکز تعصب ہے اُس زمانہ میں صلیب اور نروان کے بھید پر جستجو کرنا اور کن باتوں میں بدھ جو آسیا کا نور کہلاتا ہے دنیا کے نور مسیح کا پیشرو تھا حجت کرنا بیفائدہ ہے

---